گھر کے ہر فرد کے لیے
پاکیزہ
کراچی
جون 2008
نگرانِ اعلیٰ
معراج رسول
خاص نمبر
قیمت
40/=
روپے
دلکش کا تازہ شمارہ شائع ہو گیا ہے

Digest Novels Lovers Group ❤❤

مکمل ناول

فصلِ گُل ہے

Digest Novels Lovers Group ❤❤

فرح بخاری

"باہر اتنے تیز جھکڑ چل رہے ہیں کواڑ ہوا سے
بجے جا رہے ہیں اور تم دونوں پر کوئی اثر ہی نہیں ہو رہا کیا
روئی ٹھونس رکھی ہے کانوں میں۔ ابھی بارش شروع ہو گئی تو
صحن میں پڑا پھیلاوا کون سمیٹے گا' جاؤ کول تم چھت سے فٹا

فٹ سارے کپڑے اتار لاؤ اور تم......!" اب کہ انہوں
نے مہرو کی طرف دیکھا۔
"جاؤ صحن کا جائزہ لو۔" وہ دونوں جھٹ بستر سے
چھلانگ لگا کر باہر آ گئیں۔ ماں کی ڈانٹ کی وجہ سے

digest library.com

پیر پھیلائے۔

''ہاں، تم جیسے لوگ آرام کرنے کے لیے ہی پیدا ہوتے ہیں...... اللہ خاص لوگوں کو ہی دنیا کا غم بانٹنے کے لیے پیدا کرتا ہے، وہ کیا ہے ناں...... میرا لیول تھوڑا اونچا ہے۔'' مہرو نے نخوت سے ناک سکوڑی تو کومل بری طرح تپ گئی۔

''ارے، اب بس بھی کرو۔'' امی نے ماتھے پر ہاتھ مارا۔ ''جاؤ میری ماں...... فون کرلو ممانی کو۔'' انہوں نے ہی ہاتھ جوڑے تو مہرو نے ہنستے ہوئے کچن چھوڑا۔

اگلے دو دن میں ہی اس نے ممانی کے ساتھ مل کر ساری شاپنگ مکمل کرلی۔ شادی بھی تو سر پر آچکی تھی۔ اس نے مستقل ماموں کے گھر قیام کا ارادہ کیا اور رافشین کو پکڑ کر فیشل، ابٹن، پیڈی کیور، مینی کیور کے تجربے شروع کردیے کیونکہ افشین کو دلہن بھی اسی نے بنانا تھا حالانکہ بیوٹیشن کا باقاعدہ کورس اس نے کبھی کیا... نہیں تھا لیکن ان معاملوں میں دماغ ایسا تیز تھا کہ میک اپ میں اس کی مہارت دیکھنے کے لائق تھی۔ آج مہندی کا فنکشن تھا۔ امی اور کومل بھی آچکی تھیں۔ عنبرین نے رات کو آنا تھا اور پھر اگلے تین چار روز ادھر ہی رہنے کا ارادہ تھا۔

مہرو نے کچھ گھنٹوں کے لیے گھر جانے کا پروگرام بنایا کیونکہ امی نے بتایا کہ اس کے پیچھے سدرہ کا بہت بار فون آیا تھا۔ وہ واپس ہری پور جانے والی تھی اور جانے سے پہلے مہرو سے بات کرنا چاہتی تھی۔ مہرو کے لیے یہاں کے شور ہنگامے میں بات کرنا ممکن نہیں تھا۔ اس لیے ایک تو گھر جاکر تسلی سے سدرہ کو فون کرسکتی تھی۔ دوسرے آج کے فنکشن کے لیے خود پر محنت کا بھی تھوڑا سا وقت مل جاتا۔ ابا تو ویسے بھی گھر پر تھے۔ سنی کہیں جانے کے لیے بائیک نکال رہا تھا...... مہرو فوراً اس کے سر پر سوار ہوگئی۔ اس نے لاکھ بہانے بنائے لیکن مہرو نے ایک نہیں سنی۔ ناچار منہ بناتے ہوئے وہ اسے گھر چھوڑنے پر رضامند ہو ہی گیا۔ گھر آئی تو ابا ڈرائنگ روم میں انکل عابد کے ساتھ بیٹھے تھے۔ وہ سلام کرکے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ سب سے پہلے نہا کر بالوں میں رولرز لگائے پھر چائے بنا کر ابا اور انکل کو دی اور اپنا کپ لے کر فون کے پاس آبیٹھی۔

سدرہ اس کی بچپن کی سہیلی تھی۔ دونوں نے میٹرک تک ایک ساتھ تعلیم حاصل کی اور ایف ایس سی بھی ایک ہی کالج میں کرنے کا ارادہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ سدرہ کے ابو دل کا دورہ پڑنے سے وفات پا گئے تب سدرہ کی پوری فیملی ہری پور اپنے ددھیال چلی گئی۔ پشاور میں وہ اپنے ابو کی جاب کی وجہ سے ہی رہ رہے تھے۔ اب پشاور میں صرف اس کے ایک ماموں ہی رہائش پذیر تھے جن کی بدولت پچھلے دو سالوں میں سدرہ اور مہرو کا رابطہ برقرار تھا۔ ان دنوں بھی سدرہ ماموں کے ہاں آئی ہوئی تھی۔ مہرو ایک بار اس سے ملنے بھی جاچکی تھی۔ اس نے ڈائری نکال کر سدرہ کے ماموں کا نمبر ملایا۔ فون کسی مرد نے اٹھایا۔

''جی......؟'' سوالیہ انداز میں پوچھا گیا۔

''السلام علیکم!''

''وعلیکم السلام!''

''ماموں مجھے سدرہ سے بات کرنی ہے۔'' مہرو نے خود ہی مخاطب کو سدرہ کا ماموں تسلیم کرلیا۔ شاید اس لیے کہ ان کے ہاں دوسرا کوئی مرد تھا ہی نہیں۔

''ماموں......!'' حیرت سے دہرایا گیا۔ ''کیا آپ اپنے ماموں کی آواز نہیں پہچانتیں......؟''

''کیا مطلب؟'' اب حیران ہونے کی باری مہرو کی تھی۔

''مطلب یہ کہ میری تو کوئی بھانجی نہیں ہے۔'' قدرے شرارت سے کہا گیا تو مہرو نے زبان دانتوں تلے دبائی۔

''سوری...... مجھے پہلے پوچھنا چاہیے تھا۔ خیر، آپ سدرہ کو تو بلادیں۔''

''لیکن جی...... یہاں تو کوئی سدرہ نہیں رہتی۔'' اگلے بندے نے جیسے اس کی عقل پر ماتم کیا۔

''اچھا......'' مہرو نے بے ساختہ ڈائری پر نظر ڈالی...... تو کیا میں نے سرے سے نمبر ہی غلط ڈائل کیا تھا...... نہیں اسے شک گزرا کہ اگلا بندہ بات کو طول

digest library.com

دینے کے لیے جھوٹ بول رہا ہے۔

''دیکھیں...... آپ پلیز فون سدرہ کے حوالے کریں، میں اس کی دوست بول رہی ہوں۔''

''محترمہ...... آپ کو یقین کیوں نہیں آ رہا...... یہ کسی سدرہ کا نمبر نہیں ہے بلکہ بازار کی ایک چھوٹی سی دکان ہے اور میں اس کا ایک مصروف سا بندہ۔ مزید تسلی کے لیے میرا نمبر بھی نوٹ کر لیں تا کہ آپ چیک کر لیں کہ آپ نے ہی غلط نمبر ملایا ہے۔'' (یہ ان دنوں کی بات ہے جب سی ایل آئی کی سہولت نہیں تھی) پھر اس نے باقاعدہ اپنا نمبر دُہرایا تو مہرو نے جھینپ کر زبان دانتوں تلے دبائی۔ آخری نمبر واقعی غلط تھا۔

''اوہ...... ریئلی سوری...... میں نے آپ کا وقت ضائع کیا۔ وہی تو میں بھی سوچ رہی تھی کہ پیچھے سے رکشوں، گاڑیوں کے ہارن کیوں سنائی دے رہے ہیں۔''

''چلیں شکر ہے، کسی طرح آپ کی یقین دہانی تو ہوئی ورنہ ایک باہوش وحواس انسان کی بات تو آپ اتنی دیر سے نہیں سمجھ رہی تھیں۔'' جواب اگرچہ تلخ تھا لیکن لہجہ اتنا نرم تھا کہ مہرو کو بے ساختہ ہنسی آ گئی۔

''سوری...... بند کرتی ہوں...... لیکن ہاں، آپ بھی یہ ہرگز تصور مت کیجیے گا کہ میں یونہی رانگ نمبرز پر چھیڑنے والی لڑکی ہوں۔ میں بھی واقعی اپنی دوست کا نمبر ملا رہی تھی۔'' مہرو نے کہا۔

''جی، بالکل نہیں سمجھوں گا۔ یوں بھی ایسی لڑکیاں مخاطب کو ماموں کہہ کر نہیں بلاتیں۔''

''ذہین بھی ہیں آپ......'' وہ قائل ہوئی۔

''ذرہ نوازی......'' فوراً کہا گیا۔

''لیکن تھوڑے سے جھوٹے بھی۔''

''وہ کیوں......''

''آپ تو کہہ رہے تھے کہ آپ مصروف سے بندے ہیں جب کہ اتنی دیر سے تو سراسر فون کی طرف متوجہ ہیں۔ جیسے فراغت ہی فراغت ہو۔''

''یہ بھی اتفاق ہی ہے۔ دراصل ٹائم کافی صبح کا ہے۔ اس لیے گاہک کم ہیں ورنہ باقی کا دن صحیح معنوں میں سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں ہوتی۔''

''اچھا......! کس چیز کی دکان ہے۔'' مہرو کو دلچسپی پیدا ہوئی۔

''یہ جناب ایک بک شاپ ہے۔''

''واؤ...... آپ کی اپنی ہے؟''

''جی...... خالص اپنی ہے۔''

''نام کیا ہے شاپ کا؟''

''میرے ہی نام پر...... نجم بک لینڈ اینڈ اسٹیشنری۔''

''تو آپ کا نام نجم ہے۔''

''جی پورا نام نجم الحسن ہاشمی۔''

''کیا......؟'' حیرت سے بے ساختہ مہرو کا منہ کھلا۔

''کیا مطلب...... کیا؟'' نجم نے حیرت سے سوال کیا۔

''کچھ نہیں...... اچھا فون رکھتی ہوں۔'' اس نے یہ کہہ کر جھٹ فون رکھ دیا۔

❁❁❁

اگلے تین روز فنکشن کی بے پناہ مصروفیت کے باوجود بھی اس کا دھیان فون والے کی طرف رہا۔ کبھی دلچسپی پیدا ہونے لگتی تو کبھی ڈھیر سارا پچھتاوا......! بھلا کیا ضرورت تھی ایک اجنبی سے اتنی لمبی چوڑی بات کرنے کی۔ اب خوامخواہ دھیان ایک ان دیکھے بندے کی طرف جا رہا تھا۔ جی بھر کر پشیمان ہو لینے کے باوجود بھی ایک بات لگا تار دماغ سے چپکی ہوئی تھی اور وہ تھا اس کا نام نجم الحسن ہاشمی...... بھلا حیرت کیوں نہ ہوتی۔ کیونکہ وہ خود مہر النسا ہاشمی تھی۔ نام کی اس مماثلت نے ہی اس ان دیکھے شخص کے لیے عجیب سی کشش پیدا کر دی تھی۔

تین روز بعد جب وہ گھر آئی تو کام کاج نمٹانے اور تھکاوٹ اترنے کے بعد پہلا خیال پھر سے نجم کا آ گیا۔ فون پر بے ساختہ نظر پڑی تو دل عجیب سے انداز میں دھڑکا۔ اس نے حیرت سے دل پہ ہاتھ رکھا۔ اس کے خیال میں تیز دوڑنے کے بعد ہی دل کی رفتار بڑھتی ہے پر یونہی کھڑے کھڑے...... کسی کے نام پر دل کا یوں

digest library.com

دھڑکنا...... اس کے لیے بالکل نئے محسوسات سے آشنا ہونا تھا۔ مہرو نے اپنے اردگرد اک نگاہ ڈالی۔ کومل کتابیں لے کر چھت پر پڑھنے چلی گئی تھی اور امی کچن کا کام نمٹا کر ذرا دیر لیٹنے کے لیے کمرے میں گئی تھیں۔ ابا تو صبح سے گھر میں ہی نہیں تھے۔ وہ بار بار فون کے نزدیک آتی اور پھر خود کو فون کرنے سے باز رکھنے کے لیے کوئی نہ کوئی کام کرنے لگ جاتی۔ بہت دیر خود کو روکنے کی جدوجہد کی بالآخر ہمت جواب دے گئی اور اس نے نجم کا نمبر ملا ہی دیا۔

''جی!'' مخصوص آواز پر اس کا دل دھڑک اٹھا۔

''ساری دنیا فون اٹھاتے ہی ہیلو کہتی ہے آپ جی کیوں کہتے ہیں۔'' بنا سلام دعا مہرو نے سلسلۂ کلام جوڑا۔

''زہے نصیب......!'' نجم نے اس کی آواز پہچان کر بشاشت سے کہا۔ ''بڑی دیر کی مہربان......!''

''دیر سویر کیسی؟ میں نے کب کہا تھا کہ فون کروں گی؟'' اس نے بمشکل مسکراہٹ دبائی۔

''ہاں، کہا تو نہیں تھا لیکن دل کہہ رہا تھا کریں گی ضرور......!''

''خوامخواہ خوش نہ ہوں۔ میں نے تو کام سے فون کیا تھا۔''

''اچھا......'' نجم سنجیدہ ہوا۔ ''فرمائیں، کیا کام ہے؟''

''آپ کی شاپ پر ناول وغیرہ بھی ہوتے ہیں کیا؟ مجھے نسیم حجازی کے کچھ ناولز چاہئیں۔''

''جی بالکل موجود ہیں، آپ نام لکھوا دیں میں دیکھ لیتا ہوں۔''

''نام لکھوانے کی کیا ضرورت ہے میں خود ہی آ جاؤں گی لینے کے لیے۔'' اس کی سنجیدگی پر مہرو دل ہی دل میں ہنس پڑی۔ غالباً ٹوکے جانے پر نجم نے سبکی محسوس کی تھی۔

''موسٹ ویلکم...... جب دل چاہے۔'' اب وہ واقعی بہت ریزرو انداز میں بات کر رہا تھا۔ مہرو کو سچ مچ ترس آ گیا۔

''ایک بات کہوں......''

''جی، جی۔''

''آں...... وہ...... دراصل میں نے ناولوں کے لیے فون نہیں کیا تھا۔ بس پتا نہیں کیوں صبح سے عجیب سی بےچینی تھی کہ آپ کو فون کروں پھر کوئی بہانہ نہیں سوجھا تو ناولوں کا کہہ دیا۔''

''جانتا ہوں...... لیکن زبردستی سچ اگلوانا اچھا نہیں لگا۔ اس لیے چپ ہو گیا تھا۔ خیر، کوئی بات نہیں...... پر یہ واقعی سچ ہے کہ ایسی بےچینی میں نے پہلی بار محسوس کی پچھلے چند روز کے دوران۔'' نجم نے بےحد ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔ تھوڑی دیر کے لیے دونوں کے درمیان بالکل خاموشی چھا گئی۔ مہرو کو لگا کوئی اچانک ہی دل کے بہت قریب آ گیا ہے۔ بہت اپنا، بہت شناسا سا جسے ہم برسوں سے جانتے ہوں اور جس پر آنکھیں بند کر کے اعتبار کرتے ہوں۔ ایسا احساس اس شخص کے لیے پیدا ہو رہا تھا جسے نہ دیکھا تھا اور نہ کوئی جان پہچان تھی۔

''آ...... آپ کی عمر کیا ہے؟'' مہرو نے گڑبڑا کر موضوع تبدیل کر دیا۔

''آپ کا اندازہ کیا کہتا ہے۔''

''آں...... وہ سوچ میں پڑ گئی۔'' میرے اندازے کبھی درست تو نہیں نکلے لیکن پچیس کے آس پاس......''

''گڈ بہت قریب ترین اندازہ ہے۔ ویسے میں دسمبر میں چھبیس سال کا ہو چکا ہوں...... اور آپ خیر سے؟''

''میں انیس سال کی ہوں۔''

''ہوں...... یعنی سات سال آپ مجھ سے چھوٹی ہیں، پڑھتی ہیں۔''

''جی...... سیکنڈ ایئر کے امتحان ہونے والے ہیں اور آپ تو غالباً پڑھ چکے ہوں گے۔''

''ارے نہیں جی...... میں تو ان پڑھ سا بندہ ہوں پھر کون سا پڑھ لکھ کر جاب مل جاتی ہے۔''

''پڑھائی محض جاب حاصل کرنے کے لیے تو نہیں کی جاتی۔ یہ تو بڑی غلط سوچ ہے۔''

digest library.com❤️❤️

"رہنے دیں، میرے کتنے ہی کزنز برسوں سے ڈگریاں لیے نوکری کے لیے مارے مارے پھر رہے ہیں جب کہ میں ان چکروں میں کبھی پڑا ہی نہیں۔ پچھلے چار سالوں سے یہ دکان چلا رہا ہوں اور اپنے فیصلے پر خوش بھی ہوں۔ یہ گھاٹے کا سودا تو نہیں۔"

"اگر دولت کے نظریے سے دیکھیں تو واقعی گھاٹے کا سودا نہیں ہے لیکن میں تو تعلیم کی اہمیت کی بات کر رہی ہوں۔" مہرو تو پوری طرح بحث کے موڈ میں آ گئی۔

"تعلیم صرف ڈگریاں حاصل کرنے کا نام تو نہیں ہے۔ میرے پاس ڈگریاں تو نہیں ہیں لیکن پڑھنے کا عمل میں نے کبھی ترک نہیں کیا۔ کتابوں سے مجھے بے حد لگاؤ ہے۔"

"کیا اسی لیے آپ نے کاروبار بھی کتابوں کا شروع کیا؟"

"ہاں...... بالکل یہی بات ہے کیونکہ ابا جی کا کہنا تھا کہ اس کاروبار میں نفع بہت کم ہے۔ اس لیے کچھ اور سوچوں لیکن میری بھی ایک ہی ضد تھی۔"

"تو پھر آپ کا چار سالہ تجربہ کیا کہتا ہے۔ آپ کے ابا جی کی رائے ٹھیک تھی یا......"

"یہ بات اہم نہیں کہ آپ کاروبار کس چیز کا کر رہے ہیں بلکہ ہر چیز سے بڑھ کر...... کاروبار میں آپ کی توجہ، پروفیشنلزم اور سب سے بڑھ کر ایمانداری پھر آپ کتابیں تو کیا سبزی لے کر بھی بیٹھ جائیں، نقصان نہیں اٹھاتے۔ یہ میرا تجربہ بھی ہے اور نظریہ بھی، کیا خیال ہے......!" نجم نے تائید چاہی۔

"بہت خوب...... میرا بھی یہی خیال ہے۔ ویسے آپ کی گفتگو سے یہ ہرگز نہیں لگتا کہ آپ ان پڑھ ہیں۔ خوا مخواہ بنائیں مت۔"

"سمجھ دار تو آپ بھی ہیں۔" وہ ہنسا۔ "ایک منٹ!" ہولڈ پر رکھ کر کسی سے بات کرنے لگا اور تھوڑی ہی دیر میں فارغ ہو کر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"جی...... تو ہم کیا کہہ رہے تھے؟"

"اب جو بھی کہنا ہے۔ اگلی بار کہیں گے۔ فی الحال اجازت دیجیے۔"

"اچھا...... آپ کی مرضی ...... لیکن فون ضرور کیجیے گا۔ میں انتظار کروں گا۔"

"بہتر جناب۔" مہرو نے ہنستے ہوئے فون رکھ دیا...... فون رکھنے کے بعد بھی وہ دیر تک نجم کے بارے میں سوچتی رہی۔ آج اس کی سوچ کا انداز الگ ہی تھا۔ اسے حیرت ہو رہی تھی کہ نجم اسے اپنے بارے میں تو ہر بات بتا دیتا ہے لیکن اس سے متعلق خود سے کچھ بھی پوچھنے سے باز رہتا ہے۔ حتیٰ کہ دو مرتبہ بات ہو چکی تھی اور اس نے مہرو کا نام تک نہیں پوچھا۔ جانے کیوں...... وہ حیران ہو کر سوچے گئی تعارفی مرحلے میں تو بے شمار سوال خود بخود ذہن میں آتے ہیں پھر......! وہ سر جھٹک کر وہاں سے اٹھ گئی۔

❋❋❋

اگلا فون مہرو نے کافی دن ٹھہر کر کیا۔ وہ خود بھی جذباتیت سے گریز کر رہی تھی۔ نجم نے بھی دیر سے فون کرنے کا شکوہ نہیں کیا۔ آج مہرو نے اس سے پہلا سوال یہی کیا کہ وہ اس کے متعلق کیوں کچھ جاننا نہیں چاہتا۔

"ایسا نہیں ہے کہ میں آپ کے بارے میں جاننا نہیں چاہتا بلکہ شاید ہر بات ہی جان لینا چاہتا ہوں لیکن میرے خیال میں یہ آپ کی مرضی پر منحصر ہے کہ آپ اپنے بارے میں کیا کچھ اور کتنا بتانا چاہتی ہیں۔ میں مجبور کر کے کچھ جاننا نہیں چاہتا۔" نہایت سنجیدگی سے مفصل جواب آیا تو مہرو کو اس کے خیالات جان کر دلی خوشی ہوئی۔

"اچھا تو میں خود ہی اپنے بارے میں بتا دیتی ہوں۔ عمر اور پڑھائی کا تو پہلے ہی بتا چکی ہوں۔ ہم تین بہنیں ہیں۔ میرا دوسرا نمبر ہے۔ بڑی بہن میرڈ ہے۔ امی ہاؤس وائف ہیں اور ابا بینک میں ملازمت کرتے ہیں۔ اب کس بینک میں ہیں یہ فی الحال نہیں بتا سکتی اور ...اور بس۔" وہ ہنس پڑی۔ وہ اپنا نام پھر گول کر گئی۔

"بڑی نوازش جناب جو اتنی معلومات کے قابل سمجھا۔" نجم نے بڑی عاجزی سے اس کی مختصر ترین

معلومات پر چوٹ کی تو مہرو نے ہنستے ہوئے اجازت لے لی مبادا اس سے زیادہ مہربانی نہ کر بیٹھے۔

❁❁❁

آنے والے دنوں میں اس نے خود کو زبردستی پڑھائی کی طرف مائل کیا کیونکہ امتحانوں میں بہت کم دن رہ گئے تھے۔ پیپرز سے پہلے اس نے صرف دوبار نجم سے بات کی اور اس نے بھی یہی مشورہ دیا کہ پڑھائی کی طرف دھیان لگاؤ سو وہ امتحانوں میں مگن ہوگئی۔ عنبرین نے بھی کافی عرصے سے ادھر کا چکر نہیں لگایا۔ وہ بھی یہی چاہتی تھی کہ دونوں بہنیں تسلی سے پیپرز دے کر فارغ ہو جائیں تو وہ چند دن رہنے کے لیے جائے۔ آج آخری پیپر بھی اللہ اللہ کر کے ہوگیا۔ کومل تو کافی پہلے ہی فارغ ہو چکی تھی۔ امی نے اسے کہا کہ فون کر کے عنبرین کو بلا لو۔ وہ فون کی طرف آئی تو دل بڑی ترنگ میں دھڑکا۔

''السلام علیکم!'' نجم کے جی کہنے پر مہرو نے بات کا آغاز کیا۔

''وعلیکم السلام!...... سنائیں جناب، ہو گئیں امتحانات سے فارغ۔''

''جی شکر ہے...... آج آخری پیپر تھا۔ اب تو بس فراغت ہی فراغت ہے۔''

''چلو اچھا ہے، آپ کی فراغت کا اب ہمیں بھی فائدہ ہوگا۔'' وہ مسکرایا۔

''فائدہ کہاں؟ الٹا میرے فون سے آپ کے کاروبار پر اثر پڑتا ہوگا۔''

''بڑے فائدے کے لیے چھوٹے نقصان برداشت کر لینے چاہئیں۔''

''اچھا......؟'' وہ حیران ہوئی۔ ''میرے فون سے آپ کو کیا فائدہ ہے؟''

''یہ تو مجھے بھی ٹھیک سے نہیں پتا۔ بس مجھے ہر کام سے زیادہ آپ سے بات کرنا اچھا لگتا ہے۔'' نجم نے حد درجہ سادگی سے کہا تو مہرو ہنس پڑی۔

''او...... او...... یہ تو بڑی خطرناک علامت ہے...... اچھے بچوں کو اپنا سارا دھیان کام کی طرف لگانا چاہیے۔''

''کیا کریں...... گندے بچوں کی صحبت آج کل بگاڑ رہی ہے۔'' نجم نے بے ساختہ کہا تو وہ ہنس پڑی۔

''اچھا پھر گندے بچوں کو اجازت دیں کیونکہ آئی تو باجی کو فون کرنے کے لیے تھی اور نمبر ملا لیا آپ کا...... اور ہاں آگے کافی دن بات نہیں ہو گی کیونکہ میری باجی بہت دنوں بعد ہمارے گھر آ رہی ہیں اور اب کچھ دن ٹھہریں گی۔ ان کی آمد پر خوب مصروفیت ہو جاتی ہے کیونکہ ان کے ساتھ شیطانوں کا ٹولہ یعنی ان کے دو بچے بھی ہوتے ہیں۔''

''چلیں، کوئی بات نہیں...... بہنوں کا بھی حق بنتا ہے۔'' نجم مسکرا دیا اور مہرو فون بند کر کے عنبرین کا نمبر ملانے لگی۔

❁❁❁

''یہ باجی جب سے آئی ہیں امی کے کان میں گھس کر پتا نہیں کیا کھسر پھسر کیے جا رہی ہیں۔'' کومل ابھی ابھی کچن میں داخل ہوئی۔

''ہو گی کوئی بات...... تم کیوں فکر مند ہو رہی ہو...... یہاں آؤ اور سلاد کی پلیٹ بناؤ۔''

''ارے نہیں مہرو...... پتا ہے کیا، جب میں قریب گئی تو فوراً چپ ہو گئیں۔'' کومل کی تان ان کے مشکوک انداز میں ہی اٹکی تھی۔

''اچھا؟'' مہرو کے ہاتھ رکے۔ ''چلو...... تھوڑا سا صبر کر لیتے ہیں کون سا باجی کے پیٹ میں کوئی بات زیادہ دیر ٹکتی ہے۔ ابھی رات تک خود ہی سب اگل دیں گی۔''

اور وہی ہوا کھانے سے فارغ ہو کر شبیر صاحب نواسوں کو لے کر باہر چلے گئے اور وہ سب کمرے میں آ بیٹھیں۔

''امی بتا دوں ان کو؟'' عنبرین نے کشن گود میں رکھتے ہوئے پُرجوش انداز میں ماں کو مخاطب کیا تو وہ ہنس پڑیں۔

''ہاں...... تو کون سا میرے نہ کہنے پر تم بات پیٹ میں رکھ لو گی...... بتا دو۔''

''کیا ہوا باجی، کیوں سسپنس پھیلا رہی ہیں۔'' کومل سے مزید صبر کرنا مشکل ہو رہا تھا۔

digest library.com

"تم تو چپ بیٹھو...... نہ تین میں نہ تیرہ میں۔ بات تو مہرو کے متعلق ہے۔"

"میرے متعلق......؟" اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ آج کل تو اپنے سائے سے بھی ڈر لگتا تھا...... یا الٰہی خیر کر۔

"ایک رشتہ آیا ہے مہرو کے لیے......" بالآخر دھماکا ہو ہی گیا۔

"اچھا...... کون ہے۔" کومل پر ڈانٹ کا مطلق اثر نہیں تھا۔

"میری جٹھانی ہے ناں رباب اس کا بھائی ہے۔ حمزہ نام ہے اور ڈاکٹر ہے۔"

"ایک منٹ...... ایک منٹ۔" کومل نے ہاتھ اٹھایا۔ "یہ وہی حمزہ ہے ناں جس کی لمبی سی داڑھی ہے۔"

"ہاں، ہاں وہی...... تم کیسے جانتی ہو؟" عنبرین کو حیرت ہوئی۔

"ایک بار نعمان بھائی بچوں کو ہمارے گھر چھوڑنے آئے تو یہ بھی ساتھ تھے۔ نعمان بھائی نے ہی تعارف کروایا تھا۔"

"ہاں...... نعمان کی بہت دوستی ہے اس سے بہت تعریف کرتے ہیں اس کی۔"

"پر ہمیں نہیں کرنی اس سے مہرو کی شادی۔" کومل نے منہ بنایا۔ "قسم کھا کر کہہ سکتی ہوں کہ کبھی زندگی میں کسی لڑکی کو دیکھ کر مسکرائے بھی نہیں ہوں گے۔" اس کے جامع تبصرے پر مہرو اور امی کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی۔ جب کہ عنبرین کو سخت غصہ آ گیا۔

"تو مذہبی ہونا کون سا عیب ہے۔ ارے ایسی شرافت تو ناپید ہے آج کل۔"

"اچھا! بس، بس مجھے نہیں کرنی ابھی شادی۔" مہرو نے خود ہی ٹانگ اڑا کر عنبرین کو روکنے کی کوشش کی۔

"ارے تو کون سا وہ اگلے جمعہ کو بارات لا رہے ہیں۔ انہیں بھی چار پانچ سال کے بعد شادی کرنی ہے میرا تو خیال تھا کہ منگنی کر لیتے۔ اتنا اچھا رشتہ ہے کہیں ہاتھ سے نہ نکل جائے۔"

"لاحول ولا قوۃ......" مہرو کو اس کی سنجیدگی سخت بری لگ رہی تھی۔ بے بسی سے اس نے ماں کی طرف دیکھا تو انہوں نے آنکھوں میں تسلی دی۔ مہرو کی تو جان میں جان آ گئی۔ وہ سمجھ گئی کہ امی بس عنبرین کا دل رکھنے کو ہاں میں ہاں ملا رہی ہیں۔ وہ دل ہی دل میں قرآ... پڑھتی سونے کے لیے اپنے کمرے میں چلی آئی۔ بہت دیر تک اِدھر اُدھر کروٹیں بدلنے کے بعد بھی نیند نہیں آ رہی تھی۔ بار بار نجم کا خیال آ رہا تھا اور عجیب سی ہول دل کو گھیر رہی تھیں۔ دو، ڈھائی ماہ کا عرصہ ہو چکا تھا۔ انہیں فون پر باتیں کرتے لیکن ابھی تک دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا نہیں تھا۔ حالانکہ بات بھی بہت کم مرتبہ ہوئی تھی لیکن بہرحال ایک تعلق تو قائم ہو ہی چکا تھا لیکن ایسا تعلق جس کا کوئی نام نہیں تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے جو جذبات رکھتے تھے انہیں محسوس تو کر رہے تھے لیکن کھل کر اظہار کرنے سے ہچکچا رہے تھے اور اس کی بنیادی وجہ شاید یہی تھی کہ انہوں نے ابھی تک ایک دوسرے کو دیکھا نہیں تھا۔

"اگر بنا دیکھے ہم اس معاملے میں آگے بڑھتے گئے تو انجام کیا ہوگا؟ نہیں، نہیں۔" وہ خود ہی اپنی سوچ پر گھبرا اٹھی۔ "یہ کوئی فلمی اسٹوری نہیں ہے کہ سب کچھ اچھا ہوتا چلا جائے۔ یہ حقیقت ہے اور کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ اس سے پہلے کہ میں اس کا کوئی تصور قائم کر لوں یا وہ میری کوئی شبیہہ آنکھوں میں بنا لے۔ ہمیں ایک دوسرے کو دیکھ لینا چاہیے لیکن کیسے......؟" دیکھنے کے الٹے سیدھے آئیڈیے سوچتی پتا نہیں کب وہ نیند کی وادی میں چلی گئی۔

❁❁❁

قسمت اگلے ہی روز اس پر مہربان ہو گئی کیونکہ عنبرین حسبِ معمول اس بار بھی شاپنگ کی لمبی سی لسٹ ساتھ لائی تھی اس کا گھر چونکہ شہر سے کچھ ہٹ کر تھا اس لیے شاپنگ کی حسرت وہ میکے آ کر پوری کرتی، یوں بھی اس کی بے تکی شاپنگ کے لیے نندیں اور جٹھانیاں تو ساتھ دیتی نہیں تھیں۔ بازار میں گھنٹوں سڑنے کے لیے تو بے چاری بہنوں پر ہی زور چلتا تھا سو وہ ہر دفعہ لے

digest library.com

چوڑی لسٹ لے کر آتی اور بہنوں کا سامان اکٹھا کر کے لے جاتی۔ مہرو نے اس کی لسٹ دیکھنے کے بعد بھی جس خوشدلی سے ساتھ جانے کی ہامی بھری اس پر سب سے زیادہ حیرت کومل کو ہوئی پھر وہ جان چھوٹ جانے پر کلمۂ شکر پڑھتی نہانے گھس گئی۔ مہرو اب بے چینی سے کمرا خالی ہونے کا انتظار کرنے لگی اور جونہی سب ادھر اُدھر ہوئے اس نے جھٹ نجم کا نمبر ملا کر اپنے پروگرام سے آگاہ کیا اور دو چار ضروری باتیں طے کر کے فون رکھ دیا اور وہ بے چارہ اس اچانک ملنے والی خبر پر خوشی کا اظہار بھی نہ کر سکا۔ عنبرین کی لسٹ میں زیادہ تر بچوں کی چیزیں تھیں۔ مہرو جانتی تھی کہ عنبرین بچوں کی گارمنٹس کہاں سے لیتی ہے۔ اس لیے اس نے نجم کو شاپ کا بتا کر اس کے سامنے ہی رکنے کا کہا تا کہ سارا وقت احمقوں کی طرح ایک دوسرے کو ڈھونڈنے میں نہ لگ جائے۔

دکان کا نیون سائن نظر آنے لگا تھا۔ اب نجم کو دیکھنے کے درمیان میں ذرا سا حجوم ہی حائل تھا۔ مہرو کی ٹانگوں میں عجیب سی لرزش پیدا ہونے لگی۔ نجم نے بتایا تھا کہ وہ اسکائی بلو شرٹ اور بلیک پینٹ میں ہوگا اور مزید سہولت کے لیے ہاتھ میں اخبار پکڑ لے گا۔ بالآخر وہ اسے نظر آ ہی گیا۔ بے حد سلیقے سے جمے بال، گھنی مونچھوں تلے مبہم انداز میں مسکراتے لب اور بہت مناسب قد کاٹھ......! مہرو کے لبوں پر ایک سکون بھری مسکراہٹ ابھری۔ وہ یہ تو نہیں کہہ سکتی تھی کہ نجم کا اس نے ایسا ہی تصور کیا تھا بلکہ وہ اس کے دھندلے دھندلے تصورات سے کافی ہٹ کر تھا لیکن بہر حال اگر اصل میں نجم ایسا ہے تو اسے بہت اچھا لگا اور اب مہرو کو اپنی فضول پلاننگ پر جی بھر کر پشیمانی ہوئی اس نے نجم سے کہا تھا کہ وہ اورنج کلر کے سوٹ میں ہوگی لیکن عین وقت پر اس نے فیروزی رنگ کا سوٹ پہن لیا۔ تبھی تو نجم نے دونوں پر ایک سرسری نگاہ ڈال کر دوسری سمت دیکھنا شروع کر دیا۔ باجی تو ڈھیر سارے کپڑے سامنے رکھوا کر اپنے کام میں مگن ہو گئیں اور مہرو نے شیشے کے پار دیکھا تو نجم سڑک کی دوسری جانب اب بھی وہیں کھڑا تھا۔ کچھ اجنبی تو کچھ شناسا سا ایک عجیب سا احساس پیدا ہو رہا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی کیا نام دے اس احساس کو۔ بات یہ نہیں تھی کہ اسے نجم کے بدصورت ہونے کا خوف تھا یا اس نے تصور میں اپنے آئیڈیل کی بہت حسین و جمیل شبیہ بنائی۔ بس اس کی ایک ہی خواہش تھی کہ نجم کے نین نقش بھلے جیسے بھی ہوں چہرے پر شرافت کی معصومیت ضرور ہو کیونکہ اسے ہوشیار اور تیز طرار چہرے والے لوگوں سے سخت چڑ تھی اور شکر ہے کہ نجم کے چہرے پر سادگی اور شرافت کا عکس بہت نمایاں تھا۔

گھر آ کر بھی وہ دیر تک پچھتاتی رہی اتنا اچھا موقع ملا تھا ایک دوسرے کو دیکھنے کا...... کاش میں نے اسے دھوکا نہ دیا ہوتا۔ اسے خود ہی اپنی احتیاط پسندی زہر لگی۔ اگلے دو روز بعد فون بھی اس نے خوب ڈرتے ڈرتے کیا کہ جانے کتنی ڈانٹ کھانا پڑے گی لیکن وہاں کا سکون قابل دید تھا کیونکہ موصوف کو مہرو کی یہ ادا بھی بہت اچھی لگی تھی۔

"آپ کو برا نہیں لگتا کہ میں نے ابھی تک آپ کا اعتبار نہیں کیا۔" وہ اپنی حیرت چھپا نہ سکی۔

"نہیں بلکہ مجھے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ میری دوستی ایک ایسی لڑکی سے ہے جو جلدی دوسروں پر اعتبار نہیں کرتی۔ لڑکیوں کو بھروسا کرنے میں کبھی عجلت سے کام نہیں لینا چاہیے۔ آپ کی اس خوبی کا میں دل ہی دل میں کس قدر قائل ہوں کبھی فرصت سے بتاؤں گا۔"

"ویسے آپ نے مجھے دیکھا تو تھا۔ ذہن پر زور دیں تو شاید یاد آ جاؤں۔ میں نے فیروزی سوٹ پہن رکھا تھا۔" مہرو نے یاد دلایا۔

"بالکل یاد نہیں آئے گا کیونکہ مجھے اس وقت اورنج رنگ کی تلاش تھی اور شاید ہر چیز اورنج ہی نظر آ رہی تھی۔" وہ ہنس پڑا۔ "دو موٹی عورتوں پر تو مجھے جی بھر کر غصہ آیا کہ انہیں آج کے دن یہی رنگ پہننے کی کیوں سوجھی۔" مہرو کی ہنسی نکل گئی۔

"سوری نجم......! اب سزا کے طور پر بتائیں کیا کروں؟"

"ارے کچھ نہیں بابا، میں تو یونہی کہہ رہا تھا۔ سچ مانیں تو آپ مجھے ہر حال میں پسند ہیں۔ ازالہ کرنے کی

کوئی ضرورت نہیں۔ میں اپنی وجہ سے آپ کو کسی مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا۔" نجم سمجھ گیا تھا کہ سزا سے مہرو کی کیا مراد ہے۔

"اچھا ٹھیک ہے، میں بھی مناسب موقع دیکھ کر ہی کچھ طے کروں گی۔ اب اجازت چاہوں گی۔"

"ارے واہ...... ایسے ہی......" نجم نے فوراً ٹوکا تو وہ حیران ہو گئی۔

"کیا مطلب؟"

"بہت خوب...... یعنی مجھے یہ بتائے بنا ہی فون بند کر رہی ہیں کہ میں آپ کو کیسا لگا؟" نجم نے بے چینی سے کہا۔

"اوہ......" مہرو اب سمجھی۔ "میرے اتنا ڈھیر سارا پچھتانے سے آپ کو خود ہی اندازہ ہو جانا چاہیے کہ آپ مجھے کیسے لگے؟" مہرو نے کہا۔

"لگتا ہے میری عمر اندازے لگانے میں ہی خرچ ہو جائے گی۔" بے ساختہ نجم کے منہ سے نکلا تو مہرو ہنس پڑی۔

"بہت چالاک ہیں آپ...... بنتے بھی خوب ہیں اور گہری باتیں کرنے سے بھی نہیں چوکتے، جائیں آج نہیں بتاتی۔" اس نے تنگ کرنے کے انداز میں کہہ کر فون رکھ دیا۔

جب سے نجم کو دیکھا تھا سے بات بے بات ہنسی آئے جا رہی تھی۔ من ایک دم ہلکا پھلکا ہو گیا تھا۔ خوبیوں کی تو وہ معترف تھی ہی اب صورت بھی بھا گئی تھی...... سب سے زیادہ اسے نجم کے مزاج کا ٹھہراؤ پسند تھا۔ تین ماہ ہونے والے تھے۔ وہ چاہتا تو اس کا فون نمبر بھی معلوم کر سکتا تھا۔ آج کل کسی کا نمبر معلوم کرنا کیا مشکل کام ہے۔ شاید ایسا ہی شخص اس کا آئیڈیل تھا۔ اب وہ دن رات انہی سوچوں میں گم تھی کہ کسی طرح نجم بھی اس کو دیکھ لے تاکہ پھر وہ اگلا مرحلہ بھی طے کرے یعنی اسے اپنے متعلق سب کچھ بتانا۔

پھر اس کا سبب بھی پیدا ہو گیا۔ پیپرز اگرچہ ختم ہو گئے لیکن پریکٹیکلز باقی تھے۔ پہلا پریکٹیکل تین روز بعد ہونا تھا اس نے نجم کو کالج کے سامنے آنے کو کہا۔ کالج وہ ابو کے ساتھ ہی جایا کرتی تھی لیکن وہ اسے مین روڈ پر چھوڑ کر ہی آگے بڑھ جاتے جب کہ اس کا کالج مین روڈ سے تھوڑا سا ہٹ کر اندر گلی میں تھا۔ وہ راستہ مہرو پیدل ہی طے کر کے آتی تھی۔ آج کل چونکہ کالج میں ریگولر کلاسز نہیں ہو رہی تھیں۔ اس لیے بس اکا دکا لڑکیاں ہی دکھائی دے رہی تھیں۔ رش بالکل نہ ہونے کے برابر تھا۔ نجم کو اس نے دور سے ہی پہچان لیا۔ بائیک اس نے داہنی دیوار کی طرف اسٹینڈ پر کھڑی کر رکھی تھی اور خود سینے پر ہاتھ باندھے تھوڑا سا اس پر ٹک کر بیٹھ گیا تھا۔ جیسے ہی اس نے سن گلاسز آنکھوں سے اتارے مہرو سمجھ گئی کہ نجم نے اسے پہچان لیا ہے۔ ویسے بھی.... آج اس نے دھوکا نہ دیتے ہوئے پنک سوٹ کا کہہ کر پنک سوٹ ہی پہنا اور پھر نظریں ملنے پر ایک ہلکی سی شرمگیں مسکراہٹ بھی مہرو کے لبوں پر ابھری جس سے نجم کا رہا سہا شک بھی دور ہو گیا۔ تھوڑا سا اور قریب آئی تو مارے گھبراہٹ کے ہتھیلیوں سے پسینہ پھوٹ نکلا۔

"یا خدا یہ تو پہلے سے بھی زیادہ مشکل مرحلہ ہے۔"

اس نے ڈرتے ڈرتے دوبارہ نگاہ اٹھائی تو نجم کی آنکھوں میں اپنائیت اور قبول کیے جانے کا ہر رنگ نظر آیا۔ سارا دن کالج میں جیسے وہ اڑتی پھری۔ لان میں کھلے پھولوں کو دیکھ کر وہ ذرا دیر کو رکی۔

"تو میری زندگی میں بھی رنگ آ گئے، محبت کے، چاہت کے، چاہے جانے کے...... سب کچھ ایسے افسانوی انداز میں آگے بڑھ رہا ہے کہ یقین نہیں آ رہا۔ لگتا ہے کوئی خواب ہے۔ میرے مالک اس کا انجام بخیر کرنا...... مجھے یہ خوشی راس آ جائے۔" اس نے تہ دل سے اپنے لیے دعا کی اور شاید پہلی بار اس نے اپنے لیے کچھ مانگا تھا۔

❀❀❀

نصرت پھپھو اسلام آباد سے آئی تھیں وہ کالج سے لوٹی تو ان کو یوں اچانک سامنے دیکھ کر حیران رہ گئی۔

"ارے...... آپ لوگ کب آئے؟" وہ پھپھو سے ملنے کے لیے آگے بڑھی۔

"آپی...... ہم نے امی سے کہا کہ اس بار اچانک

جا کر سرپرائز دیں گے۔'' نمرہ اچھل کر صوفے سے اتری۔

''بڑے اچھے موقع پر آئیں۔ ہم آج کل امتحانوں سے فارغ بھی ہیں اور بور بھی ہو رہے تھے۔''
تارہ کو گود میں لے کر وہ پھپو کے پاس ہی بیٹھ گئی۔

''ہاں پھپو...... ہمیں تو اب آپ کی بدولت ہی گھومنا پھرنا نصیب ہوتا ہے۔'' کومل اسی وقت چائے لے کر آئی اور گفتگو میں شامل ہونا جیسے فرض سمجھا۔

''کیوں نہیں بھئی، گھومیں گے بھی ضرور...... لیکن پہلے خاندان بھر سے ملنا ملانا تو کرلوں۔''

''ضرور کریں لیکن اس کام میں، میں آپ کی کوئی مدد نہیں کروں گی۔'' کومل نے پھر جان چھڑائی۔

''ارے تمہیں کہتا بھی کون ہے...... بلکہ تمہیں پوچھتا ہی کون ہے خاندان میں۔'' مہرو نے اس کی جان جلا کر خاک کر دی۔ ''میں ہوں ناں پھپو...... سب کے گھر چلوں گی آپ کے ساتھ لیکن ایک شرط پر......''

''وہ کیا......؟'' سب حیران ہوئے۔

''رہیں گی آپ ہمارے گھر......!''

''اچھا بابا، اِدھر ہی رہوں گی لیکن بڑے بھیا کے گھر تو رہنا ہی پڑے گا ورنہ وہ کیا سوچیں گے کہ چھوٹے بھائی کے ہاں ہی قیام کیا...... اماں ابا تو رہے نہیں اب تو بھائیوں کا گھر ہی میرا میکا ہے۔''

''ہاں یہ تو ہے۔'' اس نے بھی تائید میں سر ہلایا آنے والے دنوں میں پھپو کی وجہ سے خوب مصروف رہی، خاندان بھر سے ملنے، شاپنگ اور گھومنے کے ہر پروگرام میں پھپو کا ساتھ دیا۔ اس دوران پریکٹیکل بھی ہوتے رہے اور آج پھپو واپس اسلام آباد جا رہی تھیں...... پھپو اور بچوں نے جاتے وقت اسے ساتھ چلنے کے لیے بہت منایا لیکن یہاں آ کر وہ بے بس ہو گئی...... ''اتنے دنوں کے لیے کیسے چلی جاؤں۔ اب یہ ممکن نہیں۔'' تصور میں ایک مسکراتی شکل نے جیسے نفی میں سر ہلا کر اسے تنبیہہ کی کہ مجھے چھوڑ کر اب کہیں مت جانا۔

پھپو وغیرہ کے جانے سے گھر کی فضا ایک بار پھر خاموش اور پُرسکون سی ہوگئی لیکن برا ہو کومل کا جس سے یہ سکون برداشت نہیں ہوا ابھی پتا نہیں کہاں سے اس کی ڈھیر ساری فرینڈز آدھمکیں اور ادھم مچانے پہنچ گئیں۔

''یاالٰہی......'' مہرو نے سر پکڑا۔ ''پتا نہیں اس کیڑوں مکوڑوں کی فوج کو تم سنبھالتی کیسے ہو؟''

''خبردار جو میری سہیلیوں کو کچھ کہا...... اور ہاں کچن میں جا کر امی کی مدد کرو۔ اچھے طریقے سے خاطر داری کرو۔ میری سہیلیوں کو شکایت نہیں ہونی چاہیے۔''

''ارے واہ! میری کیا نندیں لگتی ہیں جو خاطر داریاں کروں۔ چائے اور بسکٹس پر ٹرخاؤ اس یاجوج ماجوج کو...... میری امی کو تنگ کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے، کیا سمجھیں۔'' مہرو نے بُوری انداز میں چٹکی بجائی اور پونی ہلاتی لاؤنج کی طرف آ گئی۔ یہ بھی غنیمت ہوا کہ کومل کی فرینڈز اس کے کمرے میں ہی براجمان تھیں اگر لاؤنج میں بیٹھ جاتیں تو فون کرنا مشکل ہو جاتا۔ نمبر ملاتے ہوئے جانے کیوں دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔

''شکر ہے آپ کی آواز تو سنی...... میں تو سمجھا شاید میری شکل پسند نہیں آئی۔''

''یہ خوف تو مجھے لاحق ہونا چاہیے کیونکہ پہلی بار تو آپ نے مجھے دیکھا، میں تو دوسری مرتبہ دیکھ رہی تھی۔'' مہرو مسکرا دی۔

''تو کیا اسی خوف کی وجہ سے اتنے دن فون نہیں کیا۔''

''ارے نہیں، میری پھپو آئی ہوئی تھیں اسلام آباد سے...... آج صبح ہی واپس گئی ہیں۔''

''اتنے دن بعد فون کیا آپ نے کہ اب لگتا ہے وہ ساری باتیں ہی بھول گیا ہوں جو آپ کو دیکھنے کے بعد کہنا چاہ رہا تھا۔''

''بھول گئے......؟'' بے ساختہ مہرو نے افسوس کا اظہار کیا تو نجم کی ہنسی چھوٹ گئی۔

''ہاں سچ کہتا ہوں سب ڈائیلاگ بھول گئے۔''

''میری شکل بھی؟'' مہرو نے خدشے سے پوچھا۔

''ارے کہاں...... یہ شکل تو اب مرتے دم تک

بھولنے والی نہیں۔ کچھ ایسے آنکھوں میں سمائی ہے کہ پچھلی دس، بارہ راتوں میں ٹھیک سے سو بھی نہیں سکا۔''

''لگتا ہے ڈائیلاگ یاد آنے لگے ہیں۔'' مہرو نے چھیڑا۔

''اچھا میری چھوڑیں...... یہ بتائیں آپ کیا سوچتی رہتی ہیں آج کل۔''

''ہوں، تو مجھے پھنسا رہے ہیں۔'' مہرو نے دامن بچانے کی کوشش کی۔

''اب اظہار کرنے میں کیا عار ہے؟'' نجم سمجھ گیا، پھنسنے سے اس کی کیا مراد ہے۔

''ہم جو کچھ آج کل محسوس کر رہے ہیں وہ جانتے تو ہیں...... پھر کہنے کی کیا ضرورت ہے۔''

''اچھا بابا...... کچھ مت کہو لیکن مجھے تو مت روکو۔'' اس نے گویا ہار مانی۔

''ہوں...... ہوں سن رہی ہوں۔'' مہرو نے مسکراہٹ روکی۔

''سچ تو یہ ہے کہ اظہار کا سلیقہ شاید مجھے بھی نہیں ہے لیکن وہ ساری باتیں جو کبھی فلمی اور فضول لگا کرتی تھیں اب میرے ساتھ حقیقت میں پیش آ رہی ہیں تو سمجھ میں آیا کہ محبت کسے کہتے ہیں۔ میری زندگی اب سے پہلے جیسے کسی روبوٹ کی طرح تھی۔ بس صبح سے شام تک ایک جیسی روٹین اور معمول کے کام...... میرے دوستوں کے خیال میں، میں ایک ''جذبات پروف'' آدمی ہوں لیکن آپ کے آنے کے بعد تو میرا سارا سسٹم ہی ہل گیا ہے آپ کی آمد سے جیسے کوئی خلا پُر ہو گیا ہے۔ جس کا پہلے مجھے احساس بھی نہیں تھا۔ آپ کی صرف باتیں اور شخصیت ہی پیاری نہیں ہے بلکہ آپ خود بھی بہت خوبصورت ہیں...... ہاں آپ سے ملاقات کی مناسبت سے بے ساختہ ایک غزل بھی یاد آئی...... کہیں تو سناؤں۔''

''جی...... جی ضرور......!'' وہ اشتیاق سے بولی۔

''بھیڑ میں اک اجنبی کا سامنا اچھا لگا
سب سے چھپ کر وہ کسی کا دیکھنا اچھا لگا
سرمئی آنکھوں کے نیچے پھول سے کھلنے لگے
کہتے کہتے کچھ کسی کا سوچنا اچھا لگا
دل میں کتنے عہد باندھے تھے بھلانے کے اسے
وہ ملا تو سب ارادے توڑنا اچھا لگا
نیم شب کی خامشی میں بھیگتی سڑکوں پہ کل
تیری یادوں کے جلوس میں گھومنا اچھا لگا
اس عدوئے جاں کو امجد میں برا کیسے کہوں
جب بھی آیا سامنے وہ بے وفا اچھا لگا''

''کیسی عجیب بات ہے کہ کئی ہوئی تو بہت دفعہ ہے لیکن اپنے حالات کے ایسے موافق آئے گی، اس کا کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا لیکن جناب لفظ ''جلوس'' غلط ہے بلکہ اصل لفظ جلو ہے یعنی ہمراہ۔''

''ہوسکتا ہے...... کون سا میں زیادہ جانتا ہوں۔'' وہ فوراً قائل ہوا۔

''لیکن کچھ باتیں تو آپ خود ہی جاننا نہیں چاہتے۔'' مہرو بے ساختہ بڑبڑائی لیکن نجم نے سن لیا۔

''ایسا مت کہیں......'' وہ کہتے کہتے رکا۔

''دراصل بات یہ ہے کہ مجھے کسی کو مجبور کرنے کی بالکل عادت نہیں ہے بعض اوقات خود پر بہت جبر بھی کرنا پڑا ہے لیکن میرے لیے جبر کرنا نسبتاً آسان ہے بجائے کسی کو مشکل میں ڈالنے کے۔''

''کمال ہے......'' وہ حیران ہوئی۔ ''کیا کوئی انسان اتنا صابر شاکر بھی ہوتا ہے کہ اپنے جذبات پر بھی حاوی ہو جائے۔'' وہ کہے بنا رہ نہ سکی۔ اب تو وہ نجم کی آنکھوں میں اپنے لیے محبت کی سچائی بھی دیکھ چکی تھی۔ اسے نجم کے الفاظ میں مکمل صداقت نظر آئی کہ منہ زور خواہش کے باوجود بھی خود کو روکنا کچھ لوگوں کے لیے اختیار کی بات ہوتی ہے۔

''نہیں خیر...... اب صبر شکر کی آخری انتہاؤں پر بھی نہیں ہوں۔ انسان ہوں آخر...... کچھ معاملات میں خود کو دل کے ہاتھوں بے بس بھی محسوس کرتا ہوں۔'' وہ اپنی تعریف سن کر جھینپ گیا۔ ''خیر آپ بتائیں۔ آپ کو بھیڑ میں اس اجنبی سے سامنا کیسا لگا؟''

''مجھے......؟'' وہ ذرا دیر کو رکی۔ ''اس بار آپ کو دیکھ کر مجھے بالکل اجنبیت محسوس نہیں ہوئی بلکہ ایسا لگا جیسے

digest library.com

محسوس سے آپ کو جانتی ہوں۔ اتنی اپنائیت میں نے کبھی کسی کو دیکھ کر محسوس نہیں کی۔"

"اچھا؟ پھر تو مجھے بھی آپ کو دوبارہ دیکھنے کا موقع ملنا چاہیے تاکہ میرے جذبات بھی آپ جیسے ہو سکیں۔"

"اب تو آپ روز ہی کالج کے گیٹ پر آ سکتے ہیں لیکن مجھے پتا ہے کہ جناب بغیر اجازت ہرگز یہ قدم نہیں اٹھائیں گے۔"

"کمال ہے..... بڑے کم وقت میں اتنا جان لیا مجھے.....؟"

"دعویٰ تو نہیں کرتی لیکن ہاں آپ کی طبیعت کا کچھ، کچھ اندازہ ضرور ہو رہا ہے۔ لوگ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ میں اچھی قیافہ شناس ہوں لیکن میرا نہیں خیال..... اس دن پھپھو کہہ رہی تھیں کہ مہرو تم..... اُف" اس نے جھٹ زبان دانتوں تلے دبائی۔ روانی میں بے ساختہ اپنا نام لے گئی تھی۔ اسی وقت نجم کسی کی طرف متوجہ ہوا اور تھوڑی دیر بات کرنے کے بعد دوبارہ اس سے مخاطب ہوا۔

"میں نے کچھ نہیں سنا..... ویسے نام بہت پیارا ہے۔" لہجے میں شرارت ہی شرارت بھری تھی۔

"اچھا اب چھیڑیں مت۔" وہ خجل ہو گئی۔ "لگتا ہے یہ اللہ کی طرف سے آپ کے صبر کا انعام تھا۔ ویسے بھی میں آج کل میں سب کچھ بتانے ہی والی تھی۔" مہرو نے کہا۔

"اچھا۔" نجم نے حیرت کا اظہار کیا۔ "تو اعتبار آ گیا میرا مہرو جی.....! ویسے کیا یہی مکمل نام ہے۔"

"نہیں..... مہر النساء ہاشمی۔"

"کیا.....؟" اب حیران ہونے کی باری نجم کی تھی۔

"جی..... اور اگر جناب کو یاد ہو تو پہلی مرتبہ آپ کا نام سن کر میرے منہ سے بھی بے ساختہ یہی نکلا تھا۔"

"ہاں یاد تو ہے لیکن اس وقت مجھے تمہاری حیرت سمجھ نہیں آئی تھی۔"

"ویسے یہ آپ سے اترانے کی وجہ پوچھ سکتی ہوں۔"

"آرام سے بیٹھو، پورے سات سال چھوٹی ہو مجھ سے۔" نجم نے پیار سے جھڑکا تو مہرو کو بے ساختہ شرم آ گئی۔

"ہاں تو میں آپ کو اپنا فون نمبر دینے لگی تھی مگر ایک شرط ہے۔"

"جی.....جی.....؟"

"رابطہ میں ہی کروں گی جب ممکن ہوا۔"

"بہتر جناب، ایسا ہی ہو گا۔" نجم نے فرمانبرداری سے کہا تو مہرو نے اسے اپنا نمبر نوٹ کروا دیا۔

❁❁❁

شدید گرمیوں کے دن تھے اور وہ کئی روز سے گھر پر ہی تھی پھر اتنی گرمی میں باہر نکلنے کی ہمت ہی کس میں تھی لیکن سدرہ کا خط اس تپتی گرمی میں جیسے بہار کا جھونکا ثابت ہوا۔ اس نے خط میں لکھا تھا کہ ایک ماہ کے لیے وہ پشاور آ رہی ہے حالانکہ ابھی مارچ میں ہی چکر لگا چکی تھی اور کبھی اتنی جلدی دوبارہ نہیں آئی تھی اس لیے مہرو اس کی غیر متوقع آمد پر بے حد خوش ہوئی پھر لے دے کر اس نے دوست بھی ایک ہی بنائی تھی البتہ یہ دوستی تھی بہت گہری اور پختہ تبھی تو سدرہ نے پہلی نظر میں ہی اس میں تبدیلی بھانپ لی تھی۔

"ہاں تو اس بار کتنے دن کے لیے آئی ہو؟" مہرو اسے لے کر اپنے کمرے میں ہی آ بیٹھی۔

"مجھے چھوڑو..... یہ بتاؤ تمہیں ہوا کیا ہے؟" سدرہ نے پوچھا۔

"ہیں.....!" مہرو نے حیران ہو کر اپنے سراپا پر نظر ڈالی۔ "کیا موٹی ہو گئی ہوں؟"

"موٹی نہیں..... پیاری اور بالکل الگ..... تین ماہ پہلے تمہیں چھوڑ کر گئی تو تم بالکل ایسی نہیں تھیں۔"

"اچھا..... میرے خیال میں تو ویسی کی ویسی ہوں۔"

"بکومت اور شرافت سے اس وجہ کا نام بتاؤ۔"

سدرہ نے اتنے شوق سے اس کی آنکھوں میں جھانکا کہ مہرو نے فوراً نظریں چرالیں۔

"وجہ تو تم ہی بنی تھیں۔ اس کا نام البتہ نجم الحسن ہے۔"

"ہائیں ..... یہ میں بیچ میں کہاں سے آ گئی؟" سدرہ نے حیرت سے اپنی گول گول آنکھیں گھمائیں تو مہرو کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"جی جناب! مارچ میں جب آپ تشریف لائی تھیں تو میں افشی کی شادی کی وجہ سے بہت مصروف ہو گئی تھی اور تم ان دنوں واپس جانے والی تھیں تب تمہیں نمبر ملاتے ملاتے میں غلطی سے نجم کا نمبر ملا بیٹھی تھی۔ تقدیر بھی کبھی ایسے نرالے کھیل بھی کھیلتی ہے۔" پھر اس نے شروع سے آخر تک سدرہ کو سارا قصہ سنا ڈالا اور وہ آنکھیں پھاڑے منہ کھولے یہ دلچسپ واردات سنتی گئی۔

"ارے واہ، یہ تو سچ مچ کوئی فلمی سچویشن لگتی ہے۔"

"ہاں، ہم دونوں کا بھی یہی خیال ہے۔"

"اچھا...... پھر کیا ہوا؟"

"پھر میرا سر......" مہرو نے ماتھا پیٹا۔ "یہیں تک تھا سارا قصہ۔ آگے تو تم ٹپک پڑی ہو۔"

"پلیز یار...... مجھے جلد از جلد اسے دیکھنا ہے۔"

"ڈرائنگ روم میں بیٹھا ہے ناں...... جاؤ دیکھ لو۔"

"کیا سچ۔" سدرہ نے حقیقتاً بیڈ سے چھلانگ لگائی تو مہرو ہنس ہنس کر بے حال ہوگئی۔

"تم......" سدرہ، مہرو کو مارنے کے لیے اس کی طرف بڑھی تو اس نے جھٹ تکیہ آگے کرلیا اور سدرہ تو ہاتھ دھو کر پیچھے ہی پڑ گئی تھی۔ حتیٰ کہ اس کے دماغ کے کمپیوٹر نے ایک پلان بھی ترتیب دے دیا اور یوں چوتھے دن وہ پھر آدھمکی نہ صرف یہ بلکہ شبیر صاحب سے اسے بازار ساتھ لے جانے کی اجازت بھی مانگ لی۔

"ہیں...... تو کیا ابا نے اجازت دے دی۔" مہرو کو یقین نہیں آیا۔

"ہاں تو اور کیا؟"

"لیکن اکیلے تو میں کبھی کہیں نہیں جاتی۔" وہ ابھی بھی حیران تھی۔

"ارے میری ماں...... اکیلے نہیں جا رہے...... اب اٹھ کر جلدی سے اپنا حلیہ درست کرو۔ ماموں باہر ہمارا انتظار کر رہے ہیں اور ہاں کومل بھی ساتھ جا رہی ہے۔"

"پتا نہیں کیا منصوبے ہیں تمہارے...... مجھے تو خاک سمجھ نہیں آ رہی۔" تیاری کے دوران بھی مہرو الجھتی ہی رہی۔

"تم بس ماموں کو وہ لوکیشن بتادو جہاں سے نجم کی شاپ ہمیں قریب پڑے۔ وہ ہمیں چھوڑ کر چلے جائیں گے اور شاپنگ کے بعد ہم تینوں ادھر تمہارے گھر خود ہی آجائیں گے۔" سدرہ نے ایسی جلدی ڈالی کہ اسے نجم کو بتانے کا موقع ہی نہیں ملا۔ سدرہ کے ماموں نے تو انہیں ان کے مطلوبہ مقام تک چھوڑ دیا تھا لیکن اب کومل مسلسل دماغ کھائے جا رہی تھی۔

"ارے، مجھے تو اپنا جوتا خریدنا ہے یہ تم لوگ کہاں لے آئے۔"

"وہ کیا ہے ناں کومل مجھے کچھ ضروری کتابیں خریدنی ہیں اور وہ یہیں سے ملیں گی۔ جہاں تک تمہارے جوتے کا تعلق ہے تو یہیں پاس میں ایک مارکیٹ ہے۔ کتابیں لینے کے بعد سیدھا وہیں چلیں گے...... اوکے......" سدرہ نے گھور کر جیسے کومل کو چپ رہنے کی تنبیہہ کی اور مہرو کو اس کے انداز پر ہنسی آ گئی لیکن پھر فوراً ہی اس نے اپنی توجہ دکان کا نیون سائن ڈھونڈنے کی طرف لگائی اور جسے ڈھونڈ نکالنے میں زیادہ دشواری نہیں اٹھانا پڑی۔

اسے یوں اچانک دکان میں داخل ہوتے دیکھ کر نجم کے ہاتھ سے سچ مچ کتابیں گر گئیں۔ مہرو نے مسکراہٹ روکنے کی کوشش میں منہ دیوار کی طرف کرلیا جب کہ سدرہ کو یہ سمجھنے میں ذرا بھی دیر نہیں لگی کہ یہی نجم ہے۔

"جی ہمیں شاعری کی کچھ اچھی کتابیں چاہئیں۔"

digest library.com

سدرہ نے ہی گفتگو کا آغاز کیا تو نجم اپنی حیرت پر قابو پا کر انہیں بک شیلف کی طرف لایا۔

''یہاں آپ کو شاعری سے متعلق ہر قسم کی کتاب ملے گی۔''

''تم بھی کچھ دیکھ لو کومل۔'' سدرہ نے لہجے کو گمبھیر اور سنجیدہ بنایا۔

''ہاں، مجھے کچھ برتھ ڈے کارڈز خریدنا ہیں۔''

''جی وہ اس طرف لگے ہیں...... تنویر ذرا انہیں کارڈز دکھا دو۔'' نجم نے ایک لڑکے کو آواز دی جو کومل کو اپنی رہنمائی میں لے گیا۔ تبھی سدرہ نے بھی کھنکھارتے ہوئے محسن نقوی کی برگ صحرا اٹھائی اور مغربی سمت میں بڑھ گئی۔ اب نجم اور مہرو وہاں اکیلے رہ گئے تو اس نے مسکراتے ہوئے سینے پر ہاتھ باندھے۔

''جی اور آپ کو کیا لینا ہے؟'' نجم کبھی اتنے قریب سے مخاطب ہوگا اس کا تصور بھی اس نے کبھی نہیں کیا تھا۔ دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آ رہا تھا۔ فون پر تو جانے کیا، کیا شوخیاں کرتی رہتی تھی اور اس وقت مارے گھبراہٹ کے نظریں ہی نہیں اٹھ رہی تھیں۔ نجم اس کی گھبراہٹ سے محظوظ ہوتے ہوئے کچھ دیر تو انہماک سے اسے دیکھتا رہا پھر ہاتھ بڑھا کر شیلف سے امجد اسلام امجد کی محبت ایسا دریا ہے نکال کر اس کی طرف بڑھائی۔

''میری طرف سے پہلی خوبصورت ملاقات کا چھوٹا سا تحفہ......!'' مہرو نے ذرا دیر کو نظر اٹھا کر دیکھا تو دونوں کے لب مسکرائے۔

''تھینکس، آپ کو برا تو نہیں لگا، ہم بنا اطلاع کے آ گئے، دراصل......''

''دکانوں پر لوگ بنا کسی انویٹیشن کے ہی جایا کرتے ہیں اور ویسے بھی یہ برا لگنے کی نہیں بلکہ خوش ہونے کی بات ہے بلکہ آپ کی نظروں میں اپنی اہمیت کا آج صحیح معنوں میں احساس ہو رہا ہے۔''

''اب ہم چلتے ہیں......'' اسے عجیب سی گھبراہٹ ہو رہی تھی۔

''کیوں...... نسیم حجازی کے ناول نہیں دیکھیں گی......'' نجم کا لہجہ شرارتی ہو گیا تو وہ بھی ہنس پڑی۔

''پھر کبھی......'' وہ کہتے ہوئے سدرہ کی طرف بڑھ گئی۔

''لو بتا دیں۔'' سدرہ نے باہر نکلتے ہی اس کے کان میں کہا۔

''کیوں...... ایک نمبر کا ٹا کیوں؟'' مہرو نے بری طرح اسے گھورا۔

''تمہیں دیکھ کر کتابیں چھوٹ جانے پر......!''

''اوہ......!'' مہرو کا قہقہہ نکل گیا۔ ''اگر یہ بات ہے تو پھر گیارہ بتا دس ملنے چاہئیں کیونکہ اس بے ساختہ عمل نے اس کی دلی کیفیت بھی عیاں کر دی......!''

''بہت خوش ہو دلی کیفیت جان کر۔'' سدرہ نے معنی خیزی سے اس کی طرف دیکھا۔

''ہاں...... ہوں تو......!'' خوشی اس کے چہرے کی چمک دوچند ہو گئی تھی۔

❁❁❁

''کیا بات ہے...... کچھ چپ چپ سے لگ رہے ہیں۔'' بہت دیر سے مہرو نوٹ کر رہی تھی کہ مسلسل وہی بولے جا رہی ہے اور نجم بس ہوں، ہاں میں ہی جواب دے رہا تھا۔

''کچھ مصروف ہیں تو کوئی بات نہیں بعد میں بات کر لوں گی۔''

''نہیں...... نہیں بالکل فارغ ہوں اس وقت۔''

''تو پھر کیوں ایسے سنجیدہ سے ہو رہے ہیں خیریت تو ہے ناں......؟''

''ہاں...... دراصل کچھ کہنے کے لیے تمہید باندھ رہا ہوں...... پر شاید ہمت نہیں ہو رہی۔'' اس کا انداز بدستور سنجیدگی لیے ہوئے تھا۔ مہرو کو تشویش سی ہونے لگی۔

''ایسی کیا بات ہے؟''

''ہمارے درمیان اعتماد اور محبت کا رشتہ جوں جوں مضبوط ہو رہا ہے...... ایک معاملے میں میری ملامت اتنی زیادہ ہوتی جا رہی ہے؟'' نجم نے کہا۔

''کس معاملے میں......؟'' مہرو کا دل جا

کیوں ڈوبنے سا لگا۔ شاید نجم کے لہجے کا اثر تھا۔

''محبت کی بنیادوں میں اگر سچائی اور ایمانداری نہ ہو تو وہ بالکل کھوکھلی اور ناپائیدار ہوتی ہے۔ ہمیں تین ماہ بعد ہی بالآخر اس بات کا احساس ہو ہی گیا کہ ہم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اس لیے اب اپنے متعلق کچھ بھی چھپانا مجھے احساسِ جرم میں مبتلا کرتا ہے۔ اگرچہ خدا گواہ ہے کہ یہ بات میں نے دانستہ نہیں چھپائی۔ شروع شروع کی باتوں میں ایسا موضوع نہیں آیا کہ بتاتا اور بعد میں جب آپ کو دیکھ لیا تو خیالات اور زندگی میں یک لخت آپ کی اہمیت اس قدر بڑھ گئی کہ بتانے سے پہلے بار ہا سوچنا پڑا۔'' نجم نے رک رک کر کہا۔

''ایسی کیا بات ہے؟'' مہرو کا دل ڈوبنے لگا۔

''دراصل مہرو...... میری منگنی ہو چکی ہے۔'' بالآخر دھماکا ہو ہی گیا۔ ''اور میری منگنی اس وقت طے ہوئی تھی جب میں پیدا نہیں ہوا تھا۔ میری منگیتر آسیہ میری ماموں زاد بھی ہے۔ وہ جب پیدا ہوئی تو میری امی نے اسے گود میں لیتے ہی یہ کہا تھا کہ وہ اسے اپنی بہو بنائیں گی۔ اور میرے پیدا ہونے تک وہ چھ سات سال کی ہو چکی تھی لیکن امی کو اس سے فرق نہیں پڑتا حالانکہ مجھے بھی آسیہ پسند نہیں ہے اور نہ ہی میں نے آج تک اس رشتے کو دل سے قبول کیا لیکن امی اپنے مؤقف سے ایک انچ بھی ہٹنے کو تیار نہیں۔ میں بھی ہر بار ہتھیار ڈال دیتا تھا شاید اس لیے کہ میرے ذہن و دل میں بھی اس وقت تک کوئی لڑکی نہیں تھی لیکن اب بات الگ ہے اب میں تمہارے بغیر اپنی آنے والی زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اب میں امی کو تمہارے بارے میں بتانا چاہتا ہوں لیکن اس سے پہلے تم سے بات کرنا ضروری تھا سو......''

''نہیں...... آپ اپنی امی سے بالکل میری بات نہیں کریں گے۔'' مہرو نے بڑی دیر بعد لب کشائی کی۔

''کیوں......؟'' نجم کا دل دہل گیا...... ''میں جانتا ہوں مہرو کہ تمہارے دل پر کیا گزر رہی ہے اور تم یقیناً ہرٹ بھی ہوئی ہو مجھے اتنے دن تک تمہیں بے خبر نہیں رکھنا چاہیے تھا لیکن......''

''میں...... میں آپ سے بعد میں بات کرتی ہوں۔'' مہرو نے بہت دیر سے خود پر ضبط کیا ہوا تھا پر اب جیسے اختیار کھونے لگا۔ اور وہ نجم کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی اس لیے جھٹ فون رکھ دیا۔

''یا خدا...... یہ کیا ہو گیا۔'' پہلی بار ہی تو اس دل نے کسی پر اعتبار کیا تھا اور اپنے حساب سے بھروسا کرنے میں خوب سوچ بچار بھی کی تھی اور جب دل نے گواہی دی کہ ہاں وہ اعتبار کے قابل ہے تبھی اپنے متعلق ہر بات نجم کو بتائی۔

''تو کیا مجھے بالکل بھی لوگوں کی پہچان نہیں ہے......'' اسے بُری طرح رونا آ گیا جانے کتنی دیر روتے اور اپنی غلطی پر پچھتاتے گزر گئی۔ دل کا غبار کچھ کم ہوا تو ٹھنڈے دل سے آگے کا سوچنے لگی۔ ساری رات جاگتے گزری پر صبح تک فیصلہ کرنے میں آسانی ہو گئی اور اس نے نجم کو بھی اپنا فیصلہ سنا دیا کہ اب وہ مزید یہ تعلق برقرار نہیں رکھ سکتی۔

''پلیز مہرو...... مجھے اتنی بڑی سزا مت دو پھر منگنی ہی تو ہوئی ہے۔'' نجم نے آزردہ لہجے میں کہا۔

''اگر آپ نے پہلی، دوسری مرتبہ میں یہ بات مجھے بتا دی ہوتی تو یہاں تک آنے کی نوبت ہی نہ آتی لیکن آپ جان بوجھ کر نوبت یہاں تک لے آئے تاکہ میں مجبور ہو جاؤں اور آپ کو چھوڑ کر کہیں جا نہ سکوں لیکن میں بھی آپ کو بتا دوں گی کہ میں ہرگز آپ کے پیار میں مجبور نہیں ہوں۔'' مہرو تو جیسے پھٹ پڑی۔

''تم کچھ بھی کہنے کا حق رکھتی ہو لیکن پلیز میری نیت پر شک مت کرو۔ میں تو اپنی ہی محبت کے آگے بے بس ہو گیا تھا۔ میری لگی بندھی روٹین میں تمہاری آمد نے جو خوبصورت رنگ بھر دیے تھے میں انہیں کھونا نہیں چاہتا تھا۔'' نجم نے کہا۔

''محبت کا دعویٰ ہے تو پھر دکھ سہنا بھی سیکھیں۔ محبت ہم دونوں نے کی ہے اور سزا دے رہے ہیں کسی تیسرے کو۔ یہ تو نری خود غرضی ہے۔ محبت کی ہے تو قربانی بھی دینا پڑے گی۔ مجھے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا۔ یہ ہماری آخری گفتگو ہے۔'' بہت حوصلہ کر کے

digest library.com

مہرو نے اتنے سخت جملوں کا انتخاب کیا۔ ''اور ہاں میرے پیچھے پڑنے اور رابطہ کرنے کی کوشش کی تو بہت بری طرح پیش آؤں گی۔ سمجھوں گی کبھی آپ سے ملی ہی نہیں تھی، اللہ حافظ۔'' فون رکھنے کے بعد بھی وہ دیر تک وسوسوں میں گھری رہی۔ اب تو نجم اس کے متعلق ہر بات جان چکا تھا۔ اگر اس نے بلیک میل کیا۔ فون کر کے پریشان کیا یا راستے میں تنگ کرنے کی کوشش کی...... اب اسے نجم کا ہرگز اعتبار نہیں رہا تھا۔ ''ہائے یہ کیا کر بیٹھی!'' بڑی دیر سے رکا آنسوؤں کا سیلاب پھر بہہ نکلا۔

❋❋❋

لیکن خیر زندگی نے معمول پر تو آنا ہی تھا۔ ایک ہفتہ گزرا، دو گزرے حتیٰ کہ مہینہ گزر گیا، نجم کی طرف سے کسی قسم کا رابطہ نہ ہوا تو وہ جیسے خوف کے حصار سے نکل آئی۔ نئی کلاسز شروع ہو چکی تھیں اس نے سارا دھیان پڑھائی کی طرف لگا دیا۔ کبھی کبھی تو لگتا جیسے کوئی خواب دیکھا تھا لیکن نجم کے تصور سے...... دل میں اٹھتی ٹیسیں یہ احساس دلاتیں کہ یہ ہرگز ایک خواب نہیں تھا۔ اب تو گرمیاں بھی ختم ہو گئی تھیں۔ خشک ہواؤں اور جھڑتے پتوں کے موسم میں اسے اپنے دل کی ویرانی اور شدت سے محسوس ہونے لگی۔ دن اگرچہ اپنے آپ کو بہلاتے اور یہ سمجھاتے گزر رہے تھے کہ اب وہ واقعی اسے بھول چکی ہے لیکن اس سے بچھڑنے کا حساب انگلیوں پر رکھتی تھی۔ کیلنڈر پر نظر پڑتی تو لگتا گزرا ہوا ایک، ایک دن کسی عذاب سے کم نہیں تھا۔ ٹھٹھرتی سردیوں کی شامیں آتش دان کے قریب بیٹھ کر کتابیں پڑھتے گزر گئیں گھر سے نکلنے کو دل ہی نہیں چاہتا تھا۔ ممانیاں اور کزنز بارہا شکوہ کر چکی تھیں کہ اب نہ تو مہرو ان کے گھر آتی ہے اور نہ ہی کسی فنکشن کا ہنگامہ ہو رہا ہے کیونکہ مہرو ہی آئے دن کوئی نہ کوئی رونق لگائے رکھتی تھی لیکن اس کا تو دل ان تمام ہنگاموں سے اوب چکا تھا۔ ایک خالی پن کا احساس معمول کے ہر کام پر حاوی ہو چکا تھا۔ نیا سال بھی اپنے اندر کوئی خاص تبدیلی لے کر نہیں آیا۔ ابا کے دوست کی بیٹی کی شادی تھی۔ امی اسے بھی زبردستی ساتھ لے آئیں۔ ویسے بھی ردا اس کی کلاس فیلو تھی اور اس سے بہت اچھی طرح ملی تھی اگر مہرو اس کی شادی میں نہ جاتی تو یقیناً اسے برا لگتا۔ اس لیے اس نے زیادہ بحث نہیں کی لیکن اب نئے نئے چہروں کے بیچ بوریت محسوس ہو رہی تھی۔

''پتا نہیں انکل نے ردا کا رشتہ کن لوگوں میں دیا، ایک بھی واقف چہرہ دکھائی نہیں دے رہا۔'' اس نے امی کے کان میں سرگوشی کی تو انہیں ہنسی آ گئی۔

''تو کیا تم سے پوچھ کر کرتے......؟ اب آرام سے بیٹھو۔''

''مرسلین......'' پاس بیٹھی لڑکی نے کسی کو آواز دی تو مہرو بری طرح چونکی۔ ''مرسلین تو نجم کی بہن کا نام ہے۔'' اس نے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا جو مسکراتے ہوئے پاس والی لڑکی سے مل رہی تھی اور پھر ادھر ہی بیٹھ گئی۔ نام چونکہ یونیک تھا اور بہت کم سننے میں آتا تھا اس لیے مہرو کو زیادہ گمان یہی گزرا کہ وہ نجم کی بہن ہی ہو گی۔ ان دونوں لڑکیوں نے آپس میں بولنا شروع کیا تو مہرو نے خود ہی ہائے ہیلو کا آغاز کیا۔ پہلے آپس میں تعارف ہوا پھر ادھر اُدھر کی باتوں میں اس نے بہت ہی غیر محسوس انداز میں کچھ سوال کر ڈالے جن سے یہ ثابت ہو گیا کہ وہ واقعی نجم کی بہن تھی اور مرسلین کی باتوں سے ہی پتا چلا کہ آسیہ بھی وہاں موجود تھی۔ مہرو کا اشتیاق عروج کو پہنچ گیا لیکن اسے زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا کیونکہ اتفاقاً وہ خود ہی وہاں آ کر بیٹھ گئی تھی۔ مرسلین اسے آسیہ باجی کہہ کر بلا رہی تھی اور اس کا باجی کہہ کر بلانا ایسا کچھ غلط بھی نہیں تھا کیونکہ وہ شکل سے بہت میچور اور بڑی لگ رہی تھی۔

''کتنی عجیب بات ہے کہ ہماری عمروں میں تقریباً چودہ سال کا فرق ہے لیکن ہم دونوں کے دل میں ایک ہی شخص آباد ہے......'' لمحہ بھر کو یہ خیال مہرو کے دل میں آیا پھر فوراً ہی اس نے اپنا سر جھٹک دیا اور آسیہ کو بغور دیکھنے لگی۔ اسے نجم پر غصہ بھی آیا کہ اس کے انکار کی وجہ سے بے چاری آسیہ کی عمر نکلی جا رہی تھی۔ اسے حقیقتاً دکھ محسوس ہوا لیکن یہ کیفیت زیادہ دیر برقرار نہیں رہی کیونکہ ذرا دیر بعد ہی اس نے اپنے رنگ ڈھنگ دکھانا شروع

کر دیے۔ دو ایک بار تو اس نے مرسلین بے چاری کو باقاعدہ جھاڑ ہی دیا۔ پتا نہیں اس کا رویہ مرسلین کے ساتھ اس قدر طنزیہ اور کاٹ دار کیوں تھا حالانکہ مرسلین بہت ڈھنگ اور سلیقے سے پیش آ رہی تھی۔ مہرو نے بھی ایک بار آسیہ سے مخاطب ہونے کی کوشش کی لیکن اس نے بڑی بے اعتنائی کا مظاہرہ کیا۔

"بھاڑ میں جاؤ......" مہرو نے دل ہی دل میں تاؤ کھایا۔ "کون سا میں تم سے بات کرنے کے لیے مری جا رہی ہوں...... بے چارہ نجم پتا نہیں عمر بھر کے لیے اس مصیبت کو کیسے جھیلے گا۔ وہ تو اتنا نرم خو ہے۔ ایسی سڑیل سے اس کا گزارہ کیسے ہوگا۔" مہرو سوچنے لگی۔

"یہ تو تمہارے بھائی کی منگیتر ہے ناں......؟" آسیہ کے جانے کے بعد ثانیہ نے مرسلین سے سوال کیا تو مہرو نے ساری توجہ ان کی باتوں کی طرف لگا دی۔

"ہاں، ماموں زاد بھی...... اور ہونے والی بھابی بھی۔" مرسلین نے کہا۔

"تمہارے بھائی کی شادی کب ہے؟" مہرو نے پوچھا۔

"ارے، پتا نہیں کب بھیا شادی کے لیے ہاں کریں گے اور کب ہم ہلا گلا کریں گے۔"

"تو تمہارے بھیا کیوں ہاں نہیں کر دیتے...... میں نے تو سنا ہے بہت پرانی منگنی ہے۔" ثانیہ نے سوال کیا۔

"پرانی کیا...... بھیا کی پیدائش سے بھی پہلے کی ہے لیکن بھیا...... ہیں کہ مان ہی نہیں رہے۔ شاید ایج ڈیفرنس کی وجہ سے۔"

"ہاں، کچھ بڑی بڑی لگ تو رہی ہیں۔ ویسے کتنا فرق ہوگا۔"

"غالباً چھ سال کا......!"

"پھر تو تمہارا رشتہ بھی ضرور طے پا چکا ہوگا کہیں...... پر لگتا ہے تم ہمیں بتاتی نہیں ہو۔" ثانیہ نے کہا۔

"ارے نہیں...... ایسا کچھ نہیں ہے۔" مرسلین ہنسی۔ ان کی گفتگو کا موضوع اب بدل چکا تھا۔ مہرو نے اپنی توجہ ہٹالی لیکن نجم کے حوالے سے کی گئی باتوں سے گھر آ کر بھی دھیان نہ ہٹا سکی۔ سب سے زیادہ افسوس اسے اپنی سوچوں پر ہو رہا تھا۔ اس نے مہینوں سے یہی فرض کر رکھا تھا کہ نجم نے یقیناً اس کی ہمدردیاں بٹورنے کے لیے ایسی کہانی گھڑی تھی لیکن مرسلین کی زبانی تو اس کا ایک ایک حرف سچ ثابت ہو گیا تھا۔ اوپر سے آسیہ کی شخصیت، بد دماغ نہ ہو تو" اسے نئے سرے سے آسیہ پر غصہ آنے لگا۔ آن ہی آن میں نجم کے لیے ایسی ہمدردی پیدا ہوئی کہ اسے پرانے دن اور پرانی باتیں پھر سے یاد آنے لگیں۔ نو ماہ سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا تھا اس ظالم سے جدا ہوئے...... اب اٹھتے بیٹھتے پھر اسی کا خیال تھا۔ کتنی مشکل سے تو زندگی معمول پر آئی تھی...... یہ پھر سے کیوں درد جاگ اٹھا، دو ہفتے تک اس نے ڈٹ کر اپنے دل سے مقابلہ کیا لیکن جانے جذبے اتنے منہ زور کیوں ہو رہے تھے۔ بالآخر ہمت جواب دے گئی اور اس نے ایک بار پھر وہی نمبر ملا دیا۔ جھجکتے ہوئے مہرو نے سلام کیا۔

"آئیے جناب...... بڑی مدت لگا دی سوچنے میں۔"

"یعنی آپ کو یقین تھا کہ میں واپس آؤں گی؟" نجم کے ہلکے پھلکے انداز سے مہرو کا حوصلہ بڑھا۔

"جی جناب...... کیونکہ سنگدل محبوب کا کام ہی عاشق کے صبر کا امتحان لینا اور انتظار کروانا ہوتا ہے۔"

"تو عاشق کو بھی اتنا انا پرست نہیں ہونا چاہیے کہ انتظار کی کڑی آزمائش تو برداشت کرتا ہے پر خود سے ایک بار فون بھی نہیں کر سکتا۔"

"بہت خوب...... اپنی لگائی ہوئی کڑی پابندیاں بھول گئیں، کیا کہا تھا، میرے پیچھے آنے یا رابطہ کرنے کی کوشش کی تو بہت بری طرح پیش آؤں گی۔" نجم نے آواز باریک کر کے باقاعدہ اس کی نقل اتاری تو مہرو نے بے ساختہ قہقہہ لگایا۔

"ٹھیک ہے مگر آپ کو بھی اتنی فرمانبرداری دکھانے کی کیا ضرورت تھی۔ ذرا سا میرے پیچھے پڑ لیتے تو کم از کم اتنا یقین تو آ جاتا کہ جدائی آپ پر بھی کٹھن گزری ہے۔"

digest library.com

"یہ لڑکیاں اتنے الٹے دماغ کی کیوں ہوتی ہیں؟" نجم نے نہایت سنجیدگی سے سوال کیا تو مہرو کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"کیا کریں...... عادت سے مجبور ہیں۔"

"اچھا ویسے آپ نے بتایا نہیں کہ یہ کایا کیسے پلٹی...... ذرا روشنی تو ڈالیں۔" نجم نے سوال کیا تو مہرو نے مرسلین اور آسیہ سے ملاقات کا قصہ گوش گزار کر دیا۔

"ہوں...... تو یعنی اتنا عرصہ مجھ پر جھوٹا ہونے کا الزام بھی تھا اور مجھے پتا ہی نہیں۔"

"اب مجھے آپ پر غصہ ہی اتنا زیادہ تھا کہ ہر بات ہی آپ کی غلط لگ رہی تھی۔"

"معلوم ہے مجھے، سوچتی ہو گی ایک ایسے غلط آدمی سے دل لگا بیٹھی ہوں جو اپنی لچھے دار باتوں سے پہلے تو لڑکیوں کو بہلا لیتا ہے اور جھوٹ بول کر ان کی ہمدردی حاصل کرتا ہے...... پھر ایک دن جب اس کی دھوکا دہی کی پول کھلتی ہے تو کسی اور راہ پر چل پڑتا ہے۔"

"آپ تو بہت سمجھدار ہیں ماشاءاللہ۔" مہرو نے بہت بن کر اس کی تائید کی تو وہ بھی ہنس پڑا۔ جانے کیا بات تھی دونوں کو ہی بات بے بات ہنسی آئے جا رہی تھی۔ دیر تک دونوں پرانے دنوں کو یاد کرتے رہے۔ شبیر صاحب اخبار لیے سامنے صوفے پر آ بیٹھے تو اس نے اجازت لینے میں ہی عافیت جانی۔

❁❁❁

دن ایک بار پھر اپنے اندر ڈھیر سارا حسن سمیٹے آ گئے تھے۔ پچھلے نو دس ماہ کے دوران جانے اس کی ہنسی کہاں کھو گئی تھی۔ اب دل مسرور ہوا تو جیسے اردگرد کے ماحول میں بھی جان سی پڑ گئی۔ سب نے نوٹ کیا کہ پہلے والی مہرو پھر سے لوٹ آئی۔ گھر بھر کے کام دھندے سر پر اٹھائے وہ گھنٹوں کاموں میں مگن رہتی اور تھکاوٹ کا احساس تک نہ ہوتا۔ ممانیوں کے ساتھ پورا پورا دن لگا کر ان کو کپڑوں، جوتوں سے لے کر گھر کی سجاوٹ تک کے لیے مشورے دیتے نہ تھکتی۔ ایک پاؤں یہاں تو ایک وہاں۔

"لگتا ہے پڑھائی کو سر پر خوب سوار کر لیا تھا۔ اسی لیے ہم تمہیں ڈھونڈتے ہی رہ جاتے تھے۔ قسم سے سنجیدہ رہو تو بہت بری لگتی ہو۔" چھوٹی ممانی شاپنگ کرنے جانا تھا تو اسے بھی ساتھ گھسیٹ

"اچھا جی...... آئندہ پورے بتیس سمیت ہنستی ہوئی ملوں گی...... اب ذرا جلدی کریں۔ مغرب کی اذان سے پہلے گھر ہیں ناں ماموں کتنا غصہ کریں گے۔"

"ارے ہاں بھئی...... بس دو چار چیزیں ہیں۔" ممانی نے قدم تیز کیے۔

اگلے روز عنبرین کے گھر قرآن خوانی تھی کالج سے چھٹی نہیں کر سکتی تھی اس لیے امی، کومل لے گئیں۔ ان دونوں کی واپسی شام تک اس لیے مہرو کو وہ ہدایت کر گئیں کہ کالج سے واپسی ماموں کے ہاں چلی جائے کیونکہ کالج سے ان بہت قریب پڑتا تھا۔ چھٹی کے بعد مہرو پیدل گئی لیکن آگے گیٹ میں پڑا تالا دیکھ کر اس کے تو ہی خطا ہو گئے۔ اب اسے جی بھر کر اپنی غلطی کا ہوا اسے کم از کم فون کر کے نگہت ممانی کو اپنے اطلاع تو دینی چاہیے تھی۔ اب احمقوں کی طرح کھڑے رہنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ اس لیے بارے میں سوچنا شروع کیا۔ روزانہ تو وہ کومل کے کبھی رکشا کبھی بس میں گھر چلی جایا کرتی تھی لیکن گھر بھی بند ہوتا تھا۔ رکشا پر جانے کا فائدہ کوئی نہیں ابا تو تین ساڑھے تین بجے سے پہلے آتے نہیں۔

"یا خدا...... کیا کروں......!" گھبراہٹ سوچا کہ کسی پی سی او سے فون کر کے امی کو دے۔ مین روڈ پر پہنچی تو سڑک کے پار ایک پی آیا۔ دو آگے بڑھی تو موٹر سائیکل پر دو آوارہ قسم سیٹی بجاتے ہوئے نہ صرف پاس سے گزرے سڑک کراس کرتے دیکھ کر سگنل سے یوٹرن سامنے آ گئے۔ مہرو کا دل اکیلے پن کے خیال طرح کانپ اٹھا۔

"امی کو فون کروں تو کیا فائدہ؟ عنبرین یہاں سے بہت دور ہے، وہ بھلا کیا کر سکتی

digest library.com

پریشان ہو جائیں گی۔" مہرو نے بہت کم وقت لیا سوچنے میں اور نجم کا نمبر ملا کر اسے ساری صورتِ حال سے آگاہ کیا۔

"اچھا تم پی سی او کے اندر ہی رکو۔ میں دس بارہ منٹ میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔ پریشان مت ہونا، اوکے۔" نجم نے فوراً فون رکھا تو مہرو نے سکون کا سانس خارج کیا۔ پی سی او والے سے پانی کا گلاس مانگ کر تھوڑی دیر وہیں بیٹھے رہنے کی اجازت مانگی اور پھر ہوا جو نجم کا جو واقعی تھوڑی ہی دیر میں وہاں آ گیا۔ مہرو نے بڑی خوشگوار حیرت سے اسے دیکھا کیونکہ وہ گاڑی میں آیا تھا۔ اس وقت گھبراہٹ میں اس پہلو پر غور کرنے کی نوبت ہی نہیں آئی تھی پر اب سوچ رہی تھی کہ اگر وہ بائیک لے کر آتا تو...... سوچ کر ہی مہرو کو شرم آ گئی۔

"جی جناب! تو کہاں چلنا ہے۔"

"گاڑی لانے کا بہت شکریہ نجم...... مجھے تو خیال ہی نہیں آیا کہ......" اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"ہاں...... لیکن مجھے بائیک پر آ کر اپنی شامت نہیں بلوانی تھی۔ تم تو روڈ پر ہی اڑ جاتیں نہ بیٹھنے کے لیے اور آنے جانے والے مجھے ہی آوارہ لڑکا سمجھ لیتے۔" نجم نے بھرپور انداز میں ہنس کر کہا تو اس کے گال سرخ ہو گئے۔

"حالانکہ نعیم بھائی کہیں جانے کے لیے تیار ہو رہے تھے اور انہوں نے مجھے روکا بھی پر میں نے ایک نہیں سنی اور چابی اٹھا کر بھاگ نکلا...... اب ذرا میرا حلیہ تو دیکھو میرے حساب سے تو آج ہماری فرسٹ ڈیٹ ہے۔ ایسے حسین موقع پر بھلا کیوں یوں منہ اٹھا کر چل پڑتا ہے......؟ زیادتی ہے نا!" نجم بولا۔

"اور ذرا میری طرف دیکھیں۔ کالج یونیفارم میں غیر مرد کے ساتھ بیٹھی کیسی مشکوک لگ رہی ہوں۔" مہرو نے برجستہ کہا تھا۔

"دیکھ تو خیر تم کو ہی رہا ہوں لیکن غیر مرد والی بات پر اعتراض ہے۔ محترمہ یہ دل اس بھری کائنات میں صرف تمہیں ہی تو اپنا سمجھتا ہے۔ آئندہ کبھی ایسا مت کہنا۔" نجم نے اعتراض کیا۔

"بہتر جناب......" وہ مسکرائی۔

"ہاں تو اب کیا پروگرام ہے۔" نجم نے گاڑی رش والے ایریے سے نکال کر اسے دیکھا۔

"پروگرام...... مہرو نے گھڑی پر نگاہ ڈالی۔ "ہمارے پاس پورا ڈیڑھ گھنٹا ہے۔ ابا تین بجے تک آتے ہیں آپ مجھے تین کے قریب گھر سے تھوڑا پہلے اتار دیجیے گا۔"

"وہ پوچھیں گے نہیں کہ تم نے تو ماموں کے ہاں جانا تھا؟"

"ہاں، وہ تو میں انہیں بتا دوں گی لیکن تھوڑے سے جھوٹ کے ساتھ یعنی یہ کہ تالا دیکھ کر میں واپس کالج چلی گئی تھی اور اب تک وہیں بیٹھی تھی۔"

"ہوں......" نجم کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیلی۔ "اور کالج گئی کیوں نہیں؟"

"اب آپ کو جواب دینا پڑے گا۔" مہرو بھی ہنسی۔ "دراصل میں یہ سوچ کر رہ گئی کہ اگر واقعی سبھی لڑکیاں چلی گئیں تو اتنی بڑی بلڈنگ میں چند نوکر رہ جائیں گے اور میں......! اور اسی خیال سے مجھے ڈر لگنے لگا۔"

"مجھ سے ڈر نہیں لگ رہا؟" نجم نے پوچھا۔

"بالکل نہیں......" مہرو نے فوراً کہا۔ "بلکہ تھوڑی دیر پہلے والا خوف اور پریشانی بھی آپ کے آ جانے سے دور ہو گئی اور اب میں بہت ہلکا پھلکا محسوس کر رہی ہوں۔"

"بڑی نوازش...... اگرچہ خاکسار اس لائق نہیں کہ......"

"بس...... بس...... نوابِ آف پشاور۔" مہرو کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ "یہ بتائیں میوزک لگ سکتا ہے؟"

"آف کورس......" نجم نے ایک کیسٹ منتخب کر کے پلیئر آن کر دیا۔ ہلکے ہلکے میوزک کی آواز نے ماحول کے حسن میں مزید اضافہ کر دیا۔ اب گاڑی ایک نسبتاً پرسکون روڈ پر دوڑ رہی تھی۔ جس پر رش بالکل نہ ہونے کے برابر تھا۔

"جانتی ہو مہرو...... مجھے بچپن سے ہی اس راستے سے بہت انسیت ہے۔"

"اچھا......؟" وہ حیران ہوئی۔ "اور مجھے لگ رہا ہے کہ شاید پہلی بار یہ راستہ دیکھ رہی ہوں۔"

"دراصل آگے چل کر جو پہلا گاؤں آتا ہے وہاں ہمارا آبائی مکان ہے میرا بچپن وہیں گزرا تھا۔ ابا جی کو اب بھی کبھی کبھار لے جاتا ہوں ان کے پرانے ملنے والوں کے پاس...... بلکہ یہ میری ہی ڈیوٹی ہے کیونکہ ایک تو انہیں لے جانے میں مجھے خوشی بہت ہوتی ہے، دوسرے میری ان کے ساتھ بنتی بھی بہت ہے۔ وہ سارا راستہ مجھے اپنے بچپن کے واقعات سناتے رہتے ہیں۔ انہیں تو یہاں کے پیڑ، پودوں سے بھی پیار ہے لیکن ایک بات ہے۔"

"کیا......؟" وہ بہت دلچسپی سے نجم کی باتیں سن رہی تھی۔

"آئندہ جب بھی یہاں سے گزروں گا تمہاری یاد آئے گی۔" نجم نے تھوڑا سا سائیڈ پر کر کے گاڑی روک دی تو مہرو نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"گھر واپس پہنچنے میں کم از کم آدھا گھنٹا لگے گا۔ مزید آگے جانے کے بجائے یہیں سے واپس مڑیں گے...... کیا خیال ہے؟"

"جی ٹھیک ہے......" مہرو نے باقاعدہ سر ہلا کر تائید کی تو نجم مسکراتے ہوئے بغور اسے دیکھنے لگا۔

"تم بہت خوبصورت ہو مہرو...... لیکن آنکھیں تو غضب کی ہیں اور......" وہ کہتے کہتے رکا۔

"اور......؟" مہرو نے استفسار کیا۔

"رہنے دو، زیادہ تعریف کی تو مغرور ہو جاؤ گی۔ باقی اگلی ملاقات کے لیے۔" نجم نے کہا۔

"کوئی نہیں، اگلی ملاقات...... اس وقت مجھے اپنی حالت دھوبی کے کتے والی لگ رہی ہے، نہ گھر کی نہ گھاٹ کی۔" مہرو بولی۔

"سبحان اللہ، کوئی زیادہ خوبصورت مثال نہیں ملی تھی، ویسے کیا خیال ہے، گھر سے بھاگنے کا اچھا موقع ہے۔" نجم نے مذاقاً کہا۔

"کیوں خوفناک باتیں کر کے ڈرا رہے ہیں میں حد سے زیادہ بزدل ہوں، پتا نہیں میں نے بہادری کیسے دکھادی......؟"

"کیا واقعی تم نہیں جانتیں؟" نجم کا انداز بھی تھا اور کچھ جتانے والا بھی، مہرو کو ہنسی آ گئی۔

"آپ سے ملنے سے پہلے تک ایسی بہادری کبھی نوبت ہی نہیں آئی تھی کہ سوچتی لیکن اب جان ہوں کہ انسان اپنے ہی جذبوں کے آگے بے بس اور بے اختیار کیسے ہو جاتا ہے اور ابھی دو دن پہلے تو میں اپنے ہی دل سے ڈر گئی تب صحیح معنوں میں احساس کہ اب یہ مجھ سے زیادہ آپ کے اختیار میں ہے۔"

"وہ کیسے......؟" نجم نے بھرپور دلچسپی سے مہرو کی طرف دیکھا تو وہ نظر جھکا کر رہ گئی۔

"پرسوں ٹی وی پر نصرت فتح علی کی غزل آ رہی تھی۔ آپ نے بھی شاید سن رکھی ہو۔

جہاں میں ہر کہیں ہر سو
میرے پیارے میرے محبوب
مجھے تم یاد آتے ہو

میں اپنے کمرے میں اکیلی کھڑی تھی اور کپڑے تہ کر کے وارڈروب میں رکھ رہی تھی۔ پتا نہیں آواز کا تھا یا گانے کے بولوں کا...... مجھے بہت شدت سے آپ کی یاد آئی اور ساتھ ہی رونا بھی آ گیا۔ بہت دیر تک ہتھیلیوں میں چہرہ دبیے روتی رہی اور......!" مہرو کا لہجہ پھر سے بھیگنے لگا۔ "اگر میں آپ کی زندگی میں واپس نہ آتی تو زیادہ اچھا ہوتا ناں......؟"

"ایسا کیوں سوچتی ہو؟" نجم بھی سنجیدہ ہو گیا۔

"کاش میں واپس آنے سے پہلے تھوڑا سا سوچ لیتی تو شاید یہ جذباتی قدم نہ اٹھاتی۔"

"مہرو...... محبت بذات خود نہ جرم ہے نہ گناہ ہاں البتہ محبت میں کوئی ایسا قدم اٹھانا جو ہمارے سے وابستہ لوگوں کے لیے شرمندگی کا باعث بنے وہ ہے کیونکہ میں بھی اس نظریے کے سخت خلاف ہوں کہ "محبت اور جنگ میں سب کچھ جائز ہے۔" محبت تو دلوں

digest.library.com

کو خوبصورتی بخشتی ہے، بہتر ڈھنگ سے زندگی جینے کا ڈھنگ سکھاتی ہے۔ تم پچھتاؤ گی تو میں اسے اپنی کوئی کمی یا کوتاہی سمجھوں گا کیونکہ جس دن میں نے یہ اقرار کیا تھا کہ مجھے تم سے محبت ہوگئی ہے... دل نے تمہارے ساتھ احترام کا رشتہ بھی قائم کرلیا تھا۔ تمہاری عزت مجھے ہر چیز سے بڑھ کر عزیز ہے اور آئندہ بھی یہ یقین دلاتا ہوں کہ تمہیں میری وجہ سے کبھی شرمندگی نہیں اٹھانا پڑے گی۔ میں نے ہمیشہ وہی کیا جو تم نے کیا کیونکہ لڑکی ہونے کے ناتے تم عزت کا خوف مجھ سے زیادہ محسوس کرتی ہو اور میں نہیں چاہتا کہ تم کبھی بھی میری محبت کو خود پر مسلط سمجھو۔'' نجم نے کہا۔

''مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں نجم بلکہ محبت میں، یہاں تک کا فاصلہ بھی آپ کے بھروسے طے کیا ہے، میں تو اس تعلق کے انجام کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔'' مہرو نے کہا۔

''انجام تو انشاءاللہ اچھا ہی ہونا ہے، اب تم لوٹ آئی ہو تو ہر پریشانی سمجھو دور ہوگئی۔'' نجم نے بشاشت سے بھرپور لہجے میں کہا تو وہ پھیکا سا ہنس دی۔

''اب چلیں......؟'' نجم نے اجازت طلب کی تو مہرو نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

❁❁❁

حمنی اور یاسر کی سالگرہ میں صرف تین دن کا فرق تھا۔ اس لیے عنبرین ہر سال دونوں کی سالگرہ ایک ہی دن مناتی تھی۔ مہرو اور کومل نے فیصلہ کیا کہ اس مرتبہ فنکشن کا اہتمام وہ اپنے ہاں کریں گی۔ عنبرین اور نعمان بھائی کو اپنے پروگرام سے آگاہ کرکے دونوں نے تیاری شروع کردی۔ فنکشن زیادہ بڑے پیمانے پر تو نہیں تھا لیکن پھر بھی چھوٹے چھوٹے کام ختم ہونے میں نہیں آرہے تھے۔ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ ہر کام اہتمام سے کرنے کی عادی تھی۔ کاموں سے فارغ ہوکر اس نے اپنی تیاری کی طرف دھیان دیا۔ ہلکے پیلے رنگ کے سوٹ پر براؤن اور مہندی رنگ کی خوبصورت کڑھائی کا کام کیا ہوا تھا۔ تیار ہوکر اس نے خود کو آئینے میں دیکھا اور باہر نکل آئی۔ کومل اور عنبرین بھی تیار ہوچکی تھیں۔

امی، حمنی اور یاسر کو چینج کروا رہی تھیں۔ مہمانوں میں ابھی صرف نگہت ممانی، تائی امی اور ان کی بیٹی سارہ آئی تھیں۔ وہ ان سے ملنے لگی تبھی کومل نے پلیئر آن کردیا۔

محفل ستاروں کی رات بھر تیرا ذکر ہی چلتا ہے
دیدار تیرا پانے کے لیے ہی چاند نکلتا ہے

گانے کی آواز گونجی تو وہ کہیں دور پہنچ گئی...... نجم نے اس روز گاڑی میں بطورِ خاص یہ گانا سنوایا تھا۔ صبح سے کاموں میں اس قدر مصروف تھی کہ نجم کو یاد کرنے کا بھی وقت نہیں ملا تھا اور اب ایسے لگ رہا تھا جیسے عرصے سے اس کی آواز نہ سنی ہو۔ وہ بالکل بے اختیاری میں فون کی طرف آئی تھی۔

''ارے تم......؟'' نجم کو حقیقتاً حیرت ہوئی اس کی آواز سن کر۔ ''آج تو گھر میں فنکشن ہے ناں......؟''

''ہاں...... بس آپ کی بہت یاد آرہی تھی۔ آواز سننے کو دل چاہا تو خود کو روک نہ سکی۔''

''اور باقی سب کہاں ہیں۔ میرا مطلب ہے گھر والے؟'' مہرو فون کرنے کے معاملے میں حد درجہ محتاط تھی اور اس وقت ہی نجم سے بات کرتی تھی جب آس پاس کا ماحول بہت پُرسکون اور تسلی بخش ہو۔ بھلے ایسے موقع کے لیے اسے کئی کئی دنوں بھی انتظار کرنا پڑتا۔ اس لیے عین فنکشن کے وقت اس کا فون کرنا نجم کے لیے واقعی حیران کن تھا۔

''میں آپ کو بہت مس کررہی ہوں۔ دل چاہ رہا ہے کسی طرح آپ کو دیکھوں۔'' مہرو نے ضد کی۔

''میرے چاند...... میرا دل بہت نازک ہے۔ ایسے حملوں کی تاب نہیں لاسکتا، ہارٹ اٹیک بھی آسکتا ہے۔'' بہت نرم لہجے میں نجم نے وضاحت کی تو مہرو کو بے تحاشا شرم آگئی۔

''سوری...... میں واقعی بنا سوچے بولے جارہی ہوں۔''

''مہرو...... کہاں ہو بھئی؟'' عنبرین دور سے آوازیں دیتی آرہی تھی۔

''اوہ......'' مہرو نے جھٹ ریسیور رکھا۔

''آرہی ہوں۔'' وہ اس کی آمد سے پہلے ہی

دروازے تک پہنچی۔

"توبہ میری...... آئینے کے سامنے ہی کھڑی رہنا...... دوبارہ کمرے میں مت گھسنا، پیاری ہی لگ رہی ہو۔" وہ تیز تیز بولتی واپس پلٹ گئی۔ مہمان بھی کافی سارے آچکے تھے۔ وہ فوراً امی کی طرف بڑھی آخر نجم کا کہنا بھی تو ماننا تھا۔ بعد میں اگرچہ اس نے اپنا پورا دھیان فنکشن کی طرف لگا دیا تھا لیکن پھر بھی کیک کٹنے، لوگوں سے ملنے اور کھانا کھانے کے دوران وہ اسے اپنے آس پاس ہی موجود محسوس ہوتا رہا۔

"یاخدایا...... یہ روز بروز مجھے کیا ہوتا جا رہا ہے...... اتنی محبت کیوں ڈال دی میری جھولی میں...... میں تو کسی آزمائش کے قابل بھی نہیں ہوں...... میرے مالک مجھے ہر حال میں ثابت قدم رکھنا۔" بے ساختہ اس کے دل سے دعا نکلی۔

❁❁❁

"جی ...... تو کیسا رہا پروگرام......؟" اگلے ہی روز اس نے دوپہر کو فون کر دیا نجم کو۔

"بہت اچھا...... اور پتا ہے جناب، سب سے زیادہ تعریف میرے بنائے ہوئے کیک کی ہوئی۔"

"چلو اچھی بات ہے۔ سگھڑ بہو کی بدولت میری امی کو بڑی سہولت ہو جائے گی۔" نجم نے شوخی سے کہا لیکن مہرو خاموش رہی۔

"کیا ہوا؟" نجم نے جواب نہ ملنے پر دوبارہ اسے مخاطب کیا۔

"ایسا مت کہیں۔" مہرو بولی۔

"کیوں؟" وہ بہت حیران ہوا۔

"میں بہت دنوں سے اس موضوع پر سوچ رہی ہوں۔ آپ کو یاد ہوگا اس دن گاڑی میں بھی میں چپ ہو گئی تھی۔"

"کس موضوع پر؟"

"ہماری شادی......" وہ کہتے کہتے رکی۔ "نجم یہ ناممکن ہے، آپ ایسی باتیں مت سوچا کریں۔"

"لیکن کیوں......؟" نجم نے بہت برداشت سے کام لیا۔

"کئی راتوں سے مجھے نیند نہیں آرہی۔ بار بار یہی خیال آتا ہے کہ مجھے آسیہ کے بارے میں اتنی جلدی غلط رائے قائم نہیں کرنی چاہیے تھی۔ میں نے دوبارہ رابطہ کرتے ہوئے ذرا بھی سوچ بچار سے کام نہیں لیا۔" نجم نے آہستگی سے کہا۔

"ہر کام سوچ بچار سے نہیں ہوتا ڈیئر اور محبت میں تو یوں بھی فیصلے بے اختیاری میں ہو جاتے ہیں اور جہاں تک آسیہ کا تعلق ہے تمہاری رائے اس کے متعلق بالکل ٹھیک تھی۔"

"لیکن پچھلے دس ماہ آپ نے بھی تو جیسے تیسے خود کو روکا تھا۔ یہ آپ کی سوچ بچار ہی تو تھی جو آپ نے کوئی جذباتی قدم نہیں اٹھایا۔" مہرو نے کہا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے کہ میں نے خود کو روکا لیکن اس سوچ بچار کے پیچھے صرف تمہاری عزت کا خیال کارفرما تھا۔ میرا کوئی جذباتی قدم تمہارے لیے مصیبت بن جائے تو وہ محبت نہیں بلکہ خودغرضی ہو گی۔" نجم نے جواب دیا۔

"یہی بات تو میں بھی سمجھانا چاہ رہی ہوں کہ محبت خودغرضی نہیں سکھاتی۔ ہماری محبت کی سزا خوامخواہ آسیہ کو بھگتنا پڑے گی۔ کیا پتا شادی کے بعد وہ بدل جائے اور......"

"نہیں...... آسیہ سے شادی اب میرے لیے ناممکن ہے۔" نجم کے قطعی انداز پر مہرو کا دل دہل گیا۔

"لیکن نجم آپ سے شادی میرے لیے بھی ناممکن ہے۔ میری وجہ سے آپ اپنے پورے خاندان سے کٹ جائیں گے۔ حتیٰ کہ آپ کی امی بھی شاید کبھی آپ کو معاف نہ کریں۔ خونی رشتوں سے نہ صرف آپ...... بلکہ آپ کے پورے گھر کو ہمیشہ کے لیے جدا ہونا پڑے گا۔ آسیہ آپ کے سگے ماموں کی بیٹی ہے۔ وہ برسوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ان کی بیٹی آپ کے انتظار میں بیٹھی ہے۔ آپ کے انکار سے ان کے دل پر کیا گزرے گی۔ خود سوچیں جو رشتہ آپ کی پیدائش سے پہلے طے پا چکا ہو اس کی جڑوں میں کتنے لوگوں کی محبت شامل ہوگی...... میں نے آپ سے دوبارہ رابطہ کر کے ب

digest library.com

ایک بھول کی ہے...... میں ساری زندگی اس پر بھی پشیمان رہوں گی۔ دوسری بھول کر کے بے شمار لوگوں کا دل دکھانے کا باعث نہیں بننا چاہتی۔ میری واپسی نے ہی ہمارے تعلق کو زیادہ مضبوط کیا ہے اور ہم اس سفر میں بہت آگے بھی نکل آئے ہیں......اتنا آگے کہ اب واپسی کا سفر بہت تکلیف دہ ہوگا لیکن ہمیں جدائی کو اپنی تقدیر سمجھ کر قبول کرنا ہوگا۔"

"ہوں......" نجم نے گہرا سانس خارج کرتے ہوئے خاموشی توڑی۔ "یعنی ایک دن تم بھی کہیں اور شادی کر لوگی......!" پتا نہیں کیا تھا نجم کے لہجے میں...... مہرو کو ایک دم چپ لگ گئی۔ نجم کا ایسا لہجہ اور ایسا انداز اس نے پہلی بار دیکھا تھا۔

"اس بارے میں سوچنے کی کبھی نوبت ہی نہیں آئی۔ میں تو بس اتنا جانتی ہوں کہ آپ کی محبت میری زندگی کی قیمتی ترین متاع ہے۔ جسے میں کبھی کسی قیمت پر کھونا نہیں چاہتی لیکن بے حس بن کر بھی نہیں جی سکتی۔ آنکھیں بند کر لینے سے حقیقت نہیں بدل جاتی۔ آپ کو آسیہ سے شادی پر آمادہ کرنے کی بات میں دل پر کتنا جبر کر کے کہتی ہوں یہ میں ہی جانتی ہوں۔ آپ۔ آپ......کیوں میرا ضبط آزما رہے ہیں۔" مہرو کی آواز بھرا گئی تو بنا بات پوری کیے ہی اس نے فون رکھ دیا۔

"جانے میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ کیوں ہوئی مجھے محبت......؟ کیسی اچھی زندگی گزر رہی تھی۔ نہ کسی کو پانے کی تمنا نہ کچھ کھونے کا ڈر اور اب......" وہ سوچ کر رہ گئی۔ اس نے پیار محبت کے معاملات کو ہمیشہ بڑی نفرت کی نگاہ سے دیکھا تھا اور شاید یہ سزا بھی اسی سوچ کا نتیجہ تھی۔ اس کی زندگی بہت سیدھی سادی بلکہ کسی حد تک روکھی پھیکی سی تھی۔ لطیف جذبوں کا کبھی گزر تک نہیں ہوا تھا اور پھر اچانک...... محض ایک آواز اور چند باتوں نے پوری دنیا ہی بدل کر رکھ دی تھی۔

نماز کے بعد دیر تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے ہتھیلیوں کو تکتی رہتی۔ کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ دعا کے دل سے لبوں تک آنے کے درمیان ہزاروں مجبوریاں حائل ہو جاتی ہیں۔ وہ تھک کر ہاتھ گرا دیتی۔

"میرے مالک! تو تو سب جانتا ہے پھر میں کیا مانگوں بس مجھے بہت سارا حوصلہ اور صبر عطا فرما۔ اتنی برداشت عطا فرما کہ نجم سے دور جانے اور اسے آسیہ سے شادی کے لیے رضامند کرنے کا کٹھن مرحلہ بھی ہنستے ہنستے طے کر لوں۔"

❁❁❁

دن پھر سے بے کیف سے گزرنے لگے۔ کبھی کبھار نجم سے بات ہوتی تو زیادہ تر وقت اسی لاحاصل بحث میں گزر جاتا۔ اسے منانے کی ہر کوشش بے کار جاتی۔ اگرچہ اس کے بغیر زندگی گزارنے کا تصور خود مہرو کے لیے بھی محال تھا لیکن محبت بھی عجیب رنگ دکھاتی ہے۔ جس کے بغیر جینے کا تصور محال تھا، اسی کی محبت نے صبر اور برداشت کا سلیقہ بھی بخشا تھا۔ مہینوں گزر گئے تھے۔ ایک دوسرے کو دیکھے لیکن احساس تک نہیں ہوا تھا ایک دوسرے کی کمی کا...... بے چینیوں نے کب سکون اور ٹھہراؤ کی منزل طے کی خبر ہی نہ ہوئی۔ شاید نجم سچ کہتا ہے کہ "جہاں دو دل صرف اس احساس سے ہی اپنی، اپنی پیاس کی سیرابی کرتے رہیں کہ وہ ایک دوسرے کے لیے دھڑکتے ہیں اور یہی خوبصورت احساس ان کی کل کائنات ہے تو وہ محبت نہیں بلکہ عشق کی کوئی منزل ہوا کرتی ہے۔"

سدرہ بڑے عرصے بعد پشاور آئی اور اسے دیکھ کر تو حیران ہی رہ گئی اگرچہ خطوں میں وہ اسے ہلکا پھلکا حال بتا چکی تھی لیکن ملنے پر دل کا سارا حال کھول کر رکھ دیا اور وہ بھی جواباً ایک گہری سوچ میں غرق ہو گئی۔

"ایک حل ہے تو سہی اس مسئلے کا......!" سدرہ نے کہا۔

"کیا......؟" مہرو نے فوراً پوچھا۔

"نجم سے پہلے اگر تمہاری کہیں اور شادی ہو جائے پھر تو مجبوراً اسے آسیہ سے شادی کرنا ہی پڑے گی۔"

"پلیز، عنبرین بننے کی کوشش مت کرو، وہ ایک پہلے ہی بہت ہے مجھے پریشان کرنے کے لیے......" مہرو نے خوب برا سا منہ بنایا۔

''واہ...... یعنی تم اگر نجم کے علاوہ کسی کا تصور بھی نہیں کرسکتیں تو یہ ٹھیک ہے...... جب کہ وہ یہی بات مہینوں سے تمہیں سمجھا رہا ہے تو تم سمجھنا نہیں چاہتیں۔'' سدرہ نے کہا۔

''ہاں، یہی بات ہے۔'' مہرو نے ڈھٹائی سے تائید کی۔ ''تم بس میری ایک مدد کردو۔''

''ہوں...... بولو۔''

''میں نجم سے ملنا چاہتی ہوں لیکن تم جانتی ہو اکیلے یہ میرے لیے ممکن نہیں۔ فی الحال تم ہمارے ملنے کا کچھ سبب بناؤ۔'' مہرو نے چہرے پر بھرپور مسکینی طاری کی۔

''اچھا، سوچنے دو لیکن پہلے اچھی سی چائے پلواؤ۔ کیسی بے مروت ہو اتنی دیر سے آئی بیٹھی ہوں۔ پانی بھی نہیں پوچھا۔''

''پہلے فیصلہ کرلو چائے چاہیے یا پانی؟'' مہرو نے شرارت سے کہا تو سدرہ نے بری طرح گھورا۔

''اچھا، اچھا تم مراقبے میں جاؤ۔ میں تمہارے پیٹ بھرنے کا سامان لاتی ہوں۔'' واپس آئی تو سدرہ نے پروگرام تیار کررکھا تھا۔

''اس اتوار کو تم مجھ سے ملنے کے لیے ماموں کے ہاں آجاؤ۔ پورے دن کے لیے انکل تو ظاہر ہے کہ شام کو ہی تمہیں لینے آئیں گے۔ اس دوران دوپہر کے وقت تم چند گھنٹوں کے لیے نجم کے ساتھ چلی جانا۔''

''لیکن تمہارے گھر والے کیا کہیں گے؟'' مہرو نے سوال اٹھایا۔

اس کی تم فکر مت کرو۔ میں امی اور مامی سے کہہ دوں گی کہ یہیں پاس تمہاری ایک دوست رہتی ہے اور تم اس سے مل کر واپس ادھر ہی آرہی ہو۔''

''اچھا......'' مہرو کچھ سوچنے لگی۔ ''نجم کو تو پہلے سے بتادوں ناں؟''

''ارے ہاں...... بلکہ یہ بہت ضروری ہے۔'' سدرہ فوراً بولی۔

''اوکے......'' وہ کسی گہری سوچ میں ڈوب گئی۔

❁❁❁

نہ وعدہ ہے کوئی تم سے
کوئی رشتہ نبھانے کا
نہ کوئی اور ہی دل میں
تہیہ یا ارادہ ہے
کئی دن سے مگر دل میں
عجب الجھن سی رہتی ہے
نہ تم اس داستاں کے سرسری کردار ہو کوئی
نہ قصہ اتنا سادہ ہے
تعلق جو میں سمجھا تھا کہیں اس سے زیادہ ہے!

حدِ نگاہ تک پھیلی سرسوں سے نظر ہٹا کر اس نے نجم کی طرف دیکھا جو سامنے دیکھتے ہوئے خاموشی سے ڈرائیونگ کررہا تھا۔ مہرو کچھ دیر یونہی بے دھیانی سے اسے دیکھتی رہی۔

''ہم کہاں جارہے ہیں؟''

''اغوا کرنے والے یہ تھوڑی بتاتے ہیں۔'' نجم نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا تو مہرو بھی ہنس دی۔

''میرا مطلب ہے اس دن ہم جہاں سے واپس مڑ گئے تھے۔ آج اس سے آگے جارہے ہیں؟'' مہرو نے شوخی سے پوچھا۔

''ہاں آج تمہیں اپنا مکان دکھانا چاہ رہا ہوں۔ سوری تم سے پہلے اجازت نہیں لی۔''

''اغوا کرنے والے اجازت بھی لیتے ہیں۔ ویسے اغوا کے بدلے کیا مانگنا ہے میرے گھر والوں سے؟''

''مجھے تو مغویہ ہی بہت پسند ہے۔ اگر کسی کو اعتراض نہ ہو تو......'' نجم نے کہتے ہوئے گاڑی کچے راستے پر اتار دی۔ سامنے ہی ایک بڑا سا لکڑی کا پھاٹک تھا۔ اس نے گاڑی درخت کے سائے میں پارک کرکے مہرو کو بھی اترنے کا اشارہ کیا۔

مکان بہت کشادہ تھا۔ بڑے سے صحن میں دیوار کے کنارے کنارے لمبی کیاریاں بنی ہوئی تھیں۔ جن میں رنگ رنگ کے پھول اور نیم کا بڑا سا درخت لگا تھا۔ ہار سنگار کی بیل بھی دیوار پہ دور تک پھیلی ہوئی تھی۔

digest library.com

کمرے پرانی طرز پر ایک ہی قطار میں بنے ہوئے تھے جن کے آگے اونچی چھت کا کھلا برآمدہ تھا۔ مہرو دلچسپی سے مکان کو دیکھتے ہوئے برآمدے کی سیڑھیوں پر ہی بیٹھ گئی۔ نجم بھی اس کے قریب ذرا فاصلے پر بیٹھ گیا۔

"تم گھبرا تو نہیں رہیں یہاں میرے ساتھ اکیلے آنے پر......"

"نہیں۔" وہ دھیرے سے مسکرائی۔ "مجھے آپ پر پورا بھروسا ہے۔"

"ایک تو تم لڑکیاں نفسیاتی داؤ پیچ کا استعمال خوب جانتی ہو۔" نجم نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟" مہرو نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے اسے دیکھا۔

"اتنے رومانٹک موڈ میں تمہارا ہاتھ تھامنے لگا تھا۔" نجم نے مصنوعی خفگی سے کہا تو مہرو نے ہنسی روکنے کے لیے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

"خیریت تو ہے ناں؟"

"موڈ کچھ عاشقانہ سا ہو رہا ہے...... شاید ماحول کا اثر ہے۔" نجم نے ایک شوخ نگاہ اس پر ڈالی۔

"تو صرف ابھی کیوں؟ آپ ہمیشہ کے لیے یہ ہاتھ تھام لیں۔" مہرو نے بڑے آرام سے اپنا ہاتھ اس کے آگے کر دیا۔

"مذاق کر رہی ہو؟" نجم نے بے یقینی سے سوال کیا۔

"آپ کی قسم...... بہت سنجیدہ ہوں......؟" نجم نے خوشگوار حیرت سے اسے دیکھا۔ جواباً مہرو نے اثبات میں سر ہلایا...... تھوڑی دیر کے لیے دونوں کے درمیان خاموشی چھا گئی۔

"آپ نے مغلِ اعظم دیکھی ہے؟" مہرو نے اچانک ہی سوال کیا تو وہ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"ہاں...... بہت پہلے...... ایک بار۔" نجم نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے جواب دیا۔

"انارکلی کو دیوار میں چنوانے سے پہلے اس کی آخری خواہش پوچھی گئی تو اس نے ایک بار سلیم کی ملکہ بننے کی خواہش کی تھی...... اور محض ایک رات کے لیے تاج اس کے سر پر رکھا گیا۔ انارکلی نے یہ خواہش اس لیے کی تھی کہ سلیم نے اسے اپنی ملکہ بنانے کا وعدہ کیا اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کے محبوب کا کیا ہوا وعدہ جھوٹا ثابت ہو۔" مہرو دھیمے لہجے میں بولتی چلی گئی۔

"ہوں...... ہوں۔" نجم دلچسپی سے اس کی بات سن رہا تھا۔

"میرے کہنے کا مطلب ہے...... کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم کورٹ میرج کر لیں؟" بہت جھجک کر مہرو نے کہہ ہی دیا۔

"کیا......؟" نجم کو اس کی دماغی حالت پر شبہ ہونے لگا۔ "کورٹ میرج کیوں......؟"

"دراصل میں یہ شادی آپ کی خوشی اور اپنی روح کے سکون کے لیے کرنا چاہتی ہوں...... اس کے علاوہ نہیں چاہتی کہ اس کا علم بھی کسی کو ہو...... جب کہ آپ خاندان کی خوشی کا احترام کرتے ہوئے باضابطہ طور پر آپ آسیہ سے ہی شادی کریں۔"

"کیسی بے تکی باتیں کر رہی ہو مہرو۔" نجم کو اس کی سوچ بالکل بچکانہ لگی۔

"آپ نے پوچھا تھا کہ کیا ایک دن میں کہیں اور شادی کر لوں گی تو یہ بات میں نے اس کے جواب میں سوچی ہے۔" مہرو نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"اوہ......" نجم نے ایک گہری سانس لی۔

"سوری مہرو میں نے ایک غلط بات کہہ کر تمہارے جذبات کو ٹھیس پہنچائی۔ میں معذرت کے ساتھ اپنے الفاظ واپس لے لیتا ہوں اب تم بھی الٹی سیدھی باتیں سوچنا بند کرو۔"

"لیکن یہ تو سچ ہے ناں کہ میں آپ کے علاوہ کسی سے شادی نہیں کر سکتی۔ آپ سے رشتہ جوڑنا میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے۔"

"تو پھر مسئلہ کیا ہے، میں بھی تو یہی چاہتا ہوں۔"

"مسئلہ تو آپ جانتے ہیں میں آسیہ کی جگہ لے کر ساری عمر آپ کی فیملی کے سامنے شرمندہ نہیں رہنا چاہتی، میرا ضمیر مجھے ہرگز اس کی اجازت نہیں دیتا۔

''لیکن تمہیں کوئی ایک راہ تو چننا ہی ہوگی۔''

''یہی تو میں سمجھانا چاہ رہی ہوں کہ بیچ کی راہ موجود ہے تو......!''

''یعنی کورٹ میرج۔'' نجم نے اس کی بات مکمل کی۔ ''اس کا انجام بھی سوچا ہے......؟ دیکھو مہرو۔ تمہاری محبت دیکھ کر مجھے جہاں خوشی محسوس ہو رہی ہے، وہیں تمہاری بے وقوفی پر غصہ بھی آ رہا ہے لیکن اب میں تمہیں کیا کہوں حالانکہ مجھے اس میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ مرد تو بیک وقت چار شادیوں کا حق رکھتا ہے لیکن اس صورت میں تمہارا مستقبل کیا ہوگا؟'' نجم نے سنجیدگی سے کہا۔

''میں نے کہا ناں کہ میں یہ شادی صرف اپنے دلی سکون کی خاطر کروں گی، میرے لیے یہ احساس ہی بہت خوبصورت ہوگا کہ میں آپ کی بیوی ہوں...... بھلے...... ہم ملیں نہ ملیں پر اس احساس کے ساتھ جینا ہی میری زندگی ہوگا کہ آپ میرے کچھ لگتے ہیں۔''

''تم یہ قدم میری فیملی کی خاطر اٹھانا چاہتی ہو، اپنے والدین کے بارے میں بھی کچھ سوچا ہے کہ کل کو جب وہ تمہاری کہیں شادی کرنا چاہیں گے تب تمہارا انکار ان کے مسائل میں اضافہ نہیں کرے گا۔''

''ہاں، یہ تو میں نے بھی سوچا ہے پھر میری ایک چھوٹی بہن بھی ہے۔ میں اس کے لیے بھی رکاوٹ نہیں بننا چاہتی۔ اس کا حل یہ ہے کہ کبھی بہت مجبور ہوگئی تو آپ سے علیحدگی اختیار کرلوں گی۔''

''تم پاگل ہو مہرو۔'' نجم پہلی مرتبہ مسکرایا۔ ''خیر اگر تم نے فیصلہ کر ہی لیا ہے تو مزید انکار کی مجھ میں ہمت نہیں ہے۔ میں تو تمہیں معاملے کی اونچ نیچ سمجھانا چاہ رہا تھا۔ اب اگر تم مجھے اس پاگل پن کا حصہ بنانا ہی چاہتی ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں...... لیکن میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ ایک مرتبہ پھر حقیقت پسندی سے اس کے ہر پہلو پہ غور کرو اور جذباتی بن کر مت سوچو کیونکہ تمہاری اس خواہش کی بظاہر کوئی منطق نظر نہیں آتی۔''

''اس خواہش کے پیچھے منطق نہیں صرف محبت ہے۔ یوں بھی ہر معاملے میں سوچ بچار اچھی نہیں ہوتی، ان معاملوں میں کبھی کبھی بے خطر بھی کودنا...... پڑتا ہے۔'' مہرو بہت طمانیت سے مسکرائی اور نجم خاموشی سے بغور اسے دیکھتا رہا۔ سرخ اور آف وائٹ پرنٹڈ سوٹ میں وہ بہت فریش اور حسین لگ رہی تھی۔ کانوں میں پڑے چھوٹے چھوٹے جھمکے بار بار بالوں میں الجھ رہے تھے۔ بال سلجھاتے ہوئے اس کی نظر نجم پر پڑی اور اسے انہماک سے اپنی طرف متوجہ پا کر جھینپ گئی۔ نجم نے ہاتھ بڑھا کر اس کے بال نرمی کے ساتھ جھمکے سے نکالے۔

''عاشق کا دل بھی عجیب ہوتا ہے۔'' نجم نے کہا۔

''کیوں......؟'' مہرو نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

''محبوب کے ساتھ ساتھ اس کی ہر چیز سے بھی پیار ہو جاتا ہے، طے نہیں کر پا رہا ہوں کہ جھمکوں کی وجہ سے تم اچھی لگ رہی ہو یا جھمکے تمہاری وجہ سے اچھے لگ رہے ہیں۔''

''جھمکوں پر دل آیا ہے یا مجھ پر......؟'' وہ شوخی سے مسکرائی۔

''جھمکوں سمیت پتا نہیں کس، کس چیز پہ دل آنے والا ہے۔''

''کیا مطلب......؟'' مہرو نے حیرانی سے پوچھا۔

''پہلی مرتبہ تمہارے ساتھ اس راستے پر آیا تھا تو اس روڈ سے پیار ہو گیا، آج کے بعد یہ گھر بھی تمہاری وجہ سے اچھا لگے گا۔ آنے والے دنوں میں کورٹ سے بھی پیار ہو سکتا ہے پھر نکاح خواں سے، گواہوں سے......''

''بس، بس......'' مہرو ہنستے ہنستے بے حال ہو گئی۔

دوپہر کے سائے ڈھلنے لگے تو دونوں نے واپسی کی راہ لی۔ مہرو کو بڑی دیر سے پیاس محسوس ہو رہی تھی لیکن پوچھتے ہوئے خوامخواہ جھجک محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے پچھلی سیٹ پر نگاہ دوڑائی۔

''کیا ہوا......؟''

''پانی ہوگا گاڑی میں؟''

digest library.com

''اوہ نہیں ......گاڑی میں تو نہیں ہے اور مین روڈ آنے تک یہاں شاپ بھی کوئی نہیں ایک منٹ۔'' اس نے باہر نگاہ دوڑا کر جانے کیا دیکھا کہ سائیڈ پر گاڑی روک دی۔

''رہنے دیں نجم......بعد میں پی لوں گی۔'' وہ کہہ کر پچھتانے لگی۔

''آجاؤ بھئی......'' نجم نے ان سنی کر دی تو ناچار وہ نیچے اتر آئی۔ بہار کی ٹھنڈی ہوا کا جھونکا چہرے کو چھو کر گزرا تو اس نے بہت خوشگوار حیرت سے اطراف کا جائزہ لیا۔ دور دور تک پھیلے سرسوں کے پیلے کھیت اور ان کے پیچھے آسمان کو چھوتے بلند و بالا پہاڑ...... وہ مبہوت ہو کر قدرت کے اس حسین نظارے کو دیکھنے لگی۔

''کیسے بے وقوف ہیں ہم۔ اتنی دیر سے گاڑی کے شیشے چڑھا کر بیٹھے ہوئے تھے جب کہ باہر اتنی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔'' مہرو بے ساختہ بولی۔

''جی جناب! اور آپ تو نیچے ہی نہیں اتر رہی تھیں......چلیں اب۔'' نجم نے مکانات کی طرف قدم بڑھائے۔

''ایک منٹ نجم، ادھر نہیں، میں ان کھیتوں میں جانا چاہتی ہوں۔'' مہرو نے بچوں کی طرح مچل کر کہا تو نجم نے ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

''ضرور جاؤ......لیکن وہاں پانی تو نہیں ہے؟''

''پانی کے لیے نہیں......دراصل مجھے سرسوں کے کھیت بہت پسند ہیں لیکن میں نے کبھی انہیں اتنے قریب سے نہیں دیکھا تھا۔ ذرا ہاتھ لگا آؤں؟''

''آؤ۔'' وہ بھی ساتھ ہی چل پڑا۔ بیچوں بیچ ایک پگڈنڈی بنی ہوئی تھی وہ دونوں اسی پر آگے پیچھے چلنے لگے۔ تھوڑا آگے بڑھے تو ایک چھوٹی سی کچی نہر سامنے آگئی جو شاید کھیتوں کو پانی دینے کے لیے بنائی گئی تھی۔ مزید آگے بڑھنے کے لیے اس پر سے چھلانگ لگانا پڑتی۔ اس لیے مہرو نہر کے کنارے ہی بیٹھ گئی۔ پانی کو ہاتھوں سے اچھالتے ہوئے وہ بچوں کی طرح خوش ہو رہی تھی۔ نجم اس کے چہرے پر پھیلی خوشی سے محظوظ ہوتے ہوئے خود بھی قریب ہی بیٹھ گیا۔

''آج کا دن میری زندگی کا سب سے حسین اور یادگار دن ہوگا۔ مجھے تو ایسے لگ رہا ہے کہ جیسے کوئی خواب دیکھ رہی ہوں۔'' ہاتھوں کے پیالے میں چہرہ دیے وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولی تو نجم ہنس پڑا۔

''جانے خوشی کے لمحے اتنے مختصر کیوں ہوتے ہیں......اور گزرتے بھی کتنی تیزی سے ہیں۔'' مہرو نے آہستگی سے کہا۔

''یہی تو ان کا حسن ہے۔ اگر یہ لمحے طویل ہو جائیں تو شاید اتنے یادگار نہ رہیں۔'' نجم نے چہرہ موڑ کر اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

''پتا نہیں آنے والا وقت کیسا ہوگا۔ جانے پھر کبھی یہ لمحے میسر بھی آئیں گے یا نہیں؟'' مہرو نے ایک سرد آہ خارج کی۔ ''کیا خبر انہی لمحوں کے سہارے آئندہ زندگی گزارنا پڑ جائے۔''

''برے گمان نہیں کیا کرتے۔ انشاءاللہ آنے والا وقت بھی ہمارا ہی ہوگا۔ ہاں البتہ یہ خوبصورت یادیں تو واقعی سرمایہ ہیں۔'' نجم نے کہا۔

''نجم، ہمارے ساتھ سب کچھ بہت عجیب انداز میں پیش آیا ہے ناں۔''

''ہوں......'' نجم نے اثبات میں سر ہلایا۔

''ہماری پہلی گفتگو یاد کرتی ہوں تو حیرت ہوتی ہے......میں نے کبھی کسی غیر مرد سے زیادہ لمبی بات نہیں کی۔ ایک تو میں اس معاملے میں حد درجہ محتاط تھی دوسرے پتا نہیں کیوں مجھے مردوں سے بہت خوف محسوس ہوتا تھا لیکن آپ کی آواز میں جانے کیا ایسی بات تھی کہ میں اختیار ہی بولتی چلی گئی اور یہ سب تو چھوڑیں...... بعد میں جب ہم نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ ہمارا تصور ٹوٹ جاتا اور ہم ایک دوسرے کو پسند نہ کرتے۔''

''میرے معاملے میں تو ایسا ہونا ناممکن تھا۔'' نجم نے فوراً اس کی تردید کی۔ ''کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ تم واقعی بہت خوبصورت ہو۔ دوسرے تمہیں دیکھنے سے پہلے ہی مجھے تم سے محبت ہو چکی تھی اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جہاں شکل صورت سے پہلے کسی کی باتوں اور

عادات سے پیار ہو جائے وہاں شکل کی اہمیت بہت کم ہو جاتی ہے۔"

"مجھے صرف ایک ہی خوف لاحق تھا کہ میں گوری نہیں ہوں اگر آپ کو میری رنگت اچھی نہ لگی تو......!" مہرو نے کہا۔

"شکر ہے کہ تم گوری نہیں ہو۔ مجھے بالکل سفید رنگت اچھی نہیں لگتی ویسے بھی اللہ تعالیٰ نے رنگ روپ بھی ہر ایک کو صورت کے مطابق دیا ہے۔ تمہارے نقوش میں مشرقی حسن کا جو بھرپور عکس ہے اس کے ساتھ گوری رنگت بالکل نہیں جچتی۔ ہاں البتہ میرے معاملے میں اس کا کافی امکان تھا۔" نجم نے دبی دبی معنی خیز مسکراہٹ سے اسے دیکھا تو وہ ہنس پڑی۔

"لگتا ہے آپ بھی اپنی تعریف سننا چاہتے ہیں؟"

"آں......" وہ کچھ سوچ کر بالآخر اقرار کے انداز میں مسکرادیا۔ "یہی سمجھ لو۔"

"قسمت نے ہم پر جو مہربانی کی ہے نجم اس پر ہم جتنا بھی حیرت کا اظہار کرلیں کم ہے۔ ہم دونوں کو ہی ایک دوسرے کی عادتوں، صورت اور شکل سے پیار ہوا ہے بلکہ میں تو طے ہی نہیں کر پاتی کہ آپ زیادہ خوبصورت ہیں یا آپ کی عادتیں۔"

"اچھا...... مثلاً عادتوں میں کیا پسند ہے؟" نجم نے بھرپور دلچسپی سے پوچھا۔

"آپ کی طبیعت کا ٹھہراؤ، مستقل مزاجی، سنجیدگی اور سب سے بڑھ کر روشن خیالی...... آپ سے ملنے سے پہلے میرا خیال تھا کہ لڑکے تنگ نظر اور شکی مزاج سے ہوتے ہوں گے لیکن آپ نے میرے خیالات کو یکسر تبدیل کردیا۔ آپ نے کبھی اشارتاً بھی جاننے کی کوشش نہیں کی کہ میں کہاں جاتی ہوں۔ کیسے لوگوں سے ملتی ہوں یا اب سے پہلے میری لائف کیسی گزری وغیرہ وغیرہ۔ سچ کہوں تو آپ کے اس خاموش اظہار نے مجھے بے پناہ اعتماد بخشا ہے اور جہاں تک صورت کی بات ہے تو......" وہ کہتے کہتے جھجک کر رک گئی۔ شرم سے مہرو کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ جیسے بہت مشکل میں پڑ گئی ہو...... نجم نے مسکراہٹ دبا کر چہرے پر سنجیدگی طاری کی۔

"ہوں......ہوں......؟"

"مجھے آپ کی ہنسی، ہونٹ، مونچھیں اور دانت پسند ہیں۔" بہت رک رک کر اس نے بمشکل جملہ پورا کیا اور نجم بے اختیار کھل کر ہنس پڑا۔

"یہ کیسی تعریف ہے؟"

"اچھا ہنسیں مت......" وہ جھینپ گئی۔ "اب مجھے آپ کے دانت پسند ہیں تو اس میں مذاق اڑانے کی کیا بات ہے بلکہ سب سے زیادہ تو مجھے آپ کی چن پسند ہے اور آپ کا ہیئر اسٹائل بھی بہت اچھا ہے۔"

"اس قدر باریک بینی سے میرا تجزیہ کرنے کا بہت شکریہ۔" نجم بولا۔

"خیر یہ سب باتیں تو اتنی اہم نہیں ہیں کیونکہ کسی بھی تعلق میں سب سے اہم محبت اور خلوص کا ہونا ہے اور اسی حوالے سے آج میں آپ سے ایک وعدہ لینا چاہتی ہوں۔" مہرو نے کہا۔

"کیسا وعدہ......؟" نجم نے دلچسپی سے اس کی طرف دیکھا۔

"وہ یہ کہ آنے والے وقت میں ہمارے ساتھ جیسے بھی حالات پیش آئیں کبھی کسی موڑ پر یہ سوچ کر پچھتانا نہیں ہے کہ کاش ہم نہ ملے ہوتے...... یہ ایسی بات ہے کہ جس کا تصور ہی میرے لیے تکلیف دہ ہے۔ میرے لیے تو ہمارا اتفاقاً ملنا زندگی کا حسین ترین واقعہ ہے۔ ملنا اور بچھڑنا تو نصیبوں کی باتیں ہیں لیکن محبت تو ہمیشہ قائم رہنی چاہیے...... یہ پھول ہر موسم میں کھلا ہی رہنا چاہیے۔ یہی اس کی سچائی کا ثبوت ہے پھر بھی اگر کبھی آپ کو لگے کہ آپ کے دل میں میرے لیے وہ پہلا سا پیار باقی نہیں رہا تو پلیز مجھے بتایئے گا مت...... بھلے خاموشی سے الگ ہو جائیں لیکن کبھی مجھے خبر مت ہونے دیجیے گا......"

"کیسی باتیں کرتی ہو مہرو......" نجم نے بے اختیار اس کا ہاتھ تھاما۔ "ابھی تم نے ہی کہا ناں کہ ہمارے ساتھ سب کچھ عجیب انداز میں پیش آیا تو یقین کرو ہماری محبت بھی کسی عجوبے سے کم نہیں ہے۔ بہت

digest library.com

مختصر مدت میں دو اجنبیوں کا ایک دوسرے کے اتنے قریب آ جانا بہت عجیب بات ہے۔ میری زندگی میں تو اب ہر چیز سے بڑھ کر تم اہم ہو...... اگر تم نہ ملتیں تو میں زندگی کے اتنے خوبصورت رخ سے ہمیشہ بے خبر ہی رہتا۔ اگر وہ ایک پیارا پل زندگی میں نہ آیا ہوتا تو دن ویسے ہی بے کیف سے گزر رہے ہوتے بلکہ شاید پوری زندگی ہی ایسے گزر جاتی۔ سب سے زیادہ خوشی کی بات ایک محبت کرنے والے کے لیے یہ ہوتی ہے کہ جسے وہ چاہتا ہے وہ بھی اسی سے پیار کرے اور ہم دونوں اس معاملے میں بے حد خوش نصیب ہیں۔'' نجم جذباتی سا ہو کر بولے ہی گیا اور وہ مسکراتی آنکھوں سے اس کا چہرہ تک رہی تھی۔

''مان لیا بھئی، آپ کبھی نہیں بدلیں گے۔'' وہ طمانیت سے ہنس دی۔ ''اب چلیں، مجھے واقعی بہت پیاس لگ رہی ہے۔ مزید کچھ دیر ادھر ہی بیٹھے رہے تو میں اسی نہر کا پانی پی لوں گی۔''

''ارے ہاں یار...... تمہاری باتوں میں یہ تو بھول ہی گیا تھا۔'' وہ فوراً اٹھا۔

''استغفراللہ...... میری باتیں۔'' مہرو نے آنکھیں نکالیں تو نجم بھی شرارت سے مسکرا دیا۔

''میں تو سیدھے سجاؤ تمہیں پانی پلانے لے جا رہا تھا۔ تم ہی ادھر سرسوں کے کھیتوں میں لے آئیں۔''

''یعنی ادھر آنا آپ کو اچھا نہیں لگا؟'' مہرو نے پوچھا۔

''کیا بات کرتی ہو...... اچھا تو اتنا لگا ہے کہ عنقریب تمہیں اس کا ثبوت بھی دیکھنے کو ملے گا۔''

''کیا مطلب...... کیسا ثبوت؟'' مہرو نے استفسار کیا۔

''سوچ رہا ہوں، دادا ابا کے مکان میں تمہارے لیے سرسوں کا پورا باغ لگوا لوں بلکہ اگلی بار جب تم آؤ تو سرسوں چھونے کے لیے تمہیں ان کھیتوں میں نہ آنا پڑے۔''

''آپ سچ کہہ رہے ہیں۔'' مہرو نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔ ''اگر ایسا ہو جائے تو مجھے بے حد خوشی ہو گی۔ کیونکہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے مجھے سرسوں کے کھیتوں سے کس قدر لگاؤ ہے پتا نہیں اس [illegible] پھولوں کو دیکھ کر میری کیفیت اتنی عجیب سی کیوں ہو جاتی ہے۔''

''ہاں، میں دیکھ رہا تھا اور تمہارے چہرے پر پھیلی اس انوکھی خوشی نے ہی ایسا سوچنے پر مجبور کیا ہے۔''

دونوں چلتے ہوئے سڑک پر آ گئے تھے۔ دوسری طرف چند کچے مکانات بنے ہوئے تھے اور کچھ آدمی بھی کام کرتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ انہیں اپنی طرف آتا دیکھ کر ایک آدمی آگے بڑھا۔

''السلام علیکم......'' نجم نے مصافحہ کیا۔

''وعلیکم السلام۔'' وہ سوالیہ نظروں سے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

''بھائی صاحب پانی ملے گا۔ بڑی سڑک ابھی کافی دور ہے اور......؟''

''ضرور...... ضرور جی...... آ جاؤ جی اس طرف......'' مقامی زبان میں بولتے ہوئے وہ انہیں ایک کچے کمرے کے سامنے لے آیا۔

''آپ یہاں رکیں میں اندر سے پانی لاتا ہوں۔'' وہ آدمی انہیں وہیں روک کر اندر چل دیا۔

''بیٹا، یہاں گرمی بہت ہے اندر چلے جاؤ۔'' ایک بزرگ آدمی نے نجم کو مخاطب کیا تو مہرو نے فوراً اس کا کہا مانا کیونکہ اتنے مردوں کی موجودگی میں اسے گھبراہٹ سی ہو رہی تھی۔ کمرا تو شاید فصلیں رکھنے کے لیے بنایا گیا تھا کیونکہ آدھا کمرا تو چھت تک گندم سے ہی بھرا ہوا تھا۔ وہ حیرت سے چھت تک بھری گندم دیکھنے لگی۔ نجم بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہوا لیکن مہرو کو پتا نہیں چلا۔ اس لیے بے دھیانی میں جیسے ہی پلٹی، بری طرح اس سے ٹکرا گئی۔ بے ساختہ ہی نجم نے اسے اپنے بازوؤں میں تھاما اور ابھی وہ پوری طرح سنبھل بھی نہیں پائی تھی کہ وہ آدمی جگ گلاس کی ٹرے لیے اچانک اندر داخل ہوا۔

''اُف......'' مہرو تو زمین میں گڑ سی گئی۔ جانے اس آدمی نے کیا سمجھا ہوگا۔ وہ فوراً پیچھے ہٹی تھی۔

''ادھر یونہی گھومنے پھرنے آئے تھے یا کسی

واقفیت ہے؟'' اس آدمی نے گلاسوں میں لسی ڈالنا شروع کی۔

''ہاں... میری سسرال ہے ادھر۔'' نجم نے کہتے ہوئے شرارت سے مہرو کو دیکھا۔

''اچھا... ی خوشی کی بات ہے پھر تو آنا جانا لگا رہے گا۔ نام کیا ہے آپ کا؟'' اس نے گلاس دونوں کی طرف بڑھائے۔

''یہ تکلیف کیوں کی؟'' نجم نے گلاس لیا۔ ''میرا نام غلام عباس ہے۔'' نجم نے اعتماد سے جھوٹ بولا تو مہرو نے بمشکل ہنسی روکی۔

''ارے، تکلیف کیسی...... آپ تو مہمان ہوئے نا ہمارے۔'' آدمی کافی خوش اخلاق تھا۔

''اچھا بھائی صاحب اب اجازت...... بڑی نوازش۔'' نجم نے مصافحہ کیا اور دونوں باہر نکل آئے۔

''کیا ضرورت تھی یہاں آنے کی۔ میں نے کہا بھی تھا بعد میں پی لوں گی۔'' مہرو نے خوب برا سا منہ بنایا۔

''تو کیا ہوا پھر......؟'' نجم نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے اسے دیکھا۔

''کیسے سوال کر رہا تھا۔'' مہرو نے کہا۔

''ارے نہیں بھئی...... ان لوگوں کو یونہی عادت ہوتی ہے سوال کرنے کی پھر تم نے میرے جواب بھی تو سن لیے۔''

''ہاں......'' مہرو کو ہنسی آگئی۔ ''کیسے لپیٹ رہے تھے۔'' نجم... بے فکری سے بولا۔

''دوسرے لسی کتنی مزیدار اور خالص تھی بھلا شہروں میں ایسی چیزیں کبھی میسر آتی ہیں...... یہاں اترنے کا کم از کم یہ فائدہ تو ہوا...... بلکہ میرے تو دو فائدے ہوگئے۔'' نجم نے شوخ نظریں مہرو پر جمائیں تو مہرو نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے اس کی طرف دیکھا لیکن اس کے لبوں پر کھیلتی مبہم شوخ مسکراہٹ نے دوسرے فائدے کا مفہوم بھی صاف سمجھا دیا۔ مہرو نے جھٹ نگاہ پھیر لی۔

''مجھے نہیں اچھا لگا۔'' مہرو نے کہا۔

''کیا......؟'' نجم چھیڑنے سے باز نہیں آرہا تھا۔

''پتا نہیں اس نے کیا سوچا ہوگا۔'' وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے بولی۔

''یہی سوچ رہا ہوگا کہ کتنا محبت کرنے والا جوڑا ہے۔''

''اچھا اب چپ کر کے گاڑی چلائیں۔'' مہرو نے بری طرح اسے گھورا تھا۔

''بہتر جناب...... ویسے یہ بیویوں والے تیور دکھانے کی پریکٹس شروع کر دی ہے کیا؟''

''کیا مطلب......؟'' مہرو نے حیرانی سے پوچھا۔

''سنا ہے شادی کے بعد صرف بیویاں ہی بولتی ہیں اور شوہر بے چارہ چپ رہنے پر مجبور ہوتا ہے۔'' نجم نے چھیڑنے والے انداز میں کہا تو وہ بھی ہنس پڑی۔

❁❁❁

اور پھر وہ سچ مچ مسز نجم الحسن بن گئی۔ آس پاس تو سب کچھ ویسا ہی تھا۔ وہی گھر، وہی روٹین کے شب و روز بس تبدیلی آئی تھی تو ان دونوں کے رشتے میں...... اور اب تو نکاح ہوئے بھی مہینہ بھر سے زیادہ ہوگیا۔

''یار تم مجھ سے ملتی کیوں نہیں...... کیا ہری پور سے سدرہ کو بلوانا پڑے گا؟'' نجم سے اب مزید برداشت نہیں ہوا۔

''سدرہ آجائے تب بھی نہیں ملوں گی۔'' وہ مسکرائی۔

''لیکن کیوں......؟'' نجم نے بے چینی سے پوچھا۔

''پتا نہیں۔'' وہ جھجک سی گئی۔ ''بس اب مجھے ڈر لگتا ہے۔''

''لیکن تمہیں تو پورا بھروسا ہے ناں مجھ پر......؟''

''اب نہیں ہے۔'' بالکل ہی بے ساختہ اس کے منہ سے پھسلا اور جواباً نجم کا زبردست قہقہہ بلند ہوا۔ وہ بری طرح شرمندہ ہوگئی۔

''میرا مطلب ہے......''

''ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔'' سمجھ گیا۔ وہ ابھی بھی

digest library.com

ہنسے جا رہا تھا۔

"چلو ملاقات نہ سہی دیکھنے کی اجازت تو ہے ناں......"

"ہاں......لیکن......" وہ رکی۔

"تو ٹھیک ہے کل صبح کالج جاتے ہوئے تمہیں دیکھنے آؤں گا۔"

"اوکے لیکن مین روڈ پر ہی میرا انتظار کریں کالج کے سامنے اچھا نہیں لگتا۔"

"ہاں، خیر وہ تو میں بھی سمجھتا ہوں پہلے تو کالج کی چھٹیاں تھیں اس لیے بات الگ تھی ویسے بھی بیویاں کہاں یہ بات برداشت کرتی ہیں کہ ان کا شوہر دوسری لڑکیوں کی طرف دیکھے۔" نجم نے شرارت سے کہا تو مہرو نے ہنستے ہوئے فون رکھ دیا۔

❁❁❁

بی اے کے امتحانوں سے فارغ ہو کر اس نے فیصلہ کیا کہ فیشن ڈیزائننگ کا کورس کر لے اس معاملے میں پھپو نے خوب حوصلہ افزائی بھی کی اور اسلام آباد میں داخلہ بھی کروا دیا۔ دو سال کا کورس تھا۔ شبیر صاحب تو رجحان دیکھتے ہوئے بخوشی راضی ہو گئے جب کہ امی نے صرف پھپو کی وجہ سے ہامی بھری ورنہ وہ ہرگز اسے دوسرے شہر نہ جانے دیتیں۔ البتہ نجم کو پتا چلا تو اس نے خوب مخالفت کی حتیٰ کہ بول چال تک بند کر دی۔ اس کا یہ رویہ مہرو کے لیے تھا تو پریشان کن لیکن سوائے اس کے چارہ کوئی نہیں تھا کچھ عرصے کے لیے نجم سے دوری وقت کی ضرورت تھی کیونکہ اب اس کے پیشِ نظر دوسرا مرحلہ تھا یعنی نجم کی آسیہ سے شادی اور یہ اسی صورت میں ممکن تھا جب وہ نجم سے دور ہو جاتی لہٰذا وہ اسے ناراض چھوڑ کر بنا ملے اسلام آباد چلی آئی۔ وہاں جا کر البتہ ایک طویل خط کے ذریعے اسے منانے کی کوشش کی جو کہ کامیاب رہی کیونکہ کچھ ہی دن بعد نجم کی طرف سے جواب آ گیا۔ مہرو کو ایک گونہ سکون محسوس ہوا اور یوں آپس میں خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

اسے یہاں آئے پانچ ماہ ہو گئے تھے۔ نجم اور گھر والوں سے دوری بعض اوقات ناقابلِ برداشت ہو جاتی لیکن وہ بھی شاید اپنے حوصلے آزما رہی تھی...... انہی دنوں میں نجم کا خط آیا جس میں اس نے لکھا تھا کہ گھر والے شادی کے لیے اس پر دباؤ ڈال رہے ہیں اور اس کی طرف سے ہنوز انکار تھا۔ مہرو نے جواب لکھنے کے لیے کاغذ قلم سنبھالا لیکن پھر کچھ سوچ کر خط لکھنے کے بجائے فون کر دیا اور اسے قائل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنے لگی۔

"مہرو میرا دل چاہتا ہے کہ کبھی تمہیں سامنے بٹھا کر کہوں کہ دیکھو...... میری آنکھیں پڑھو کہ یہاں بھی کچھ خواہشیں تحریر ہیں جو اپنی تکمیل چاہتی ہیں۔ دو طرفہ محبت میں صرف ایک فریق ہی ہمیشہ اپنی بات نہیں منواتا کبھی دوسرے کی بھی باری آتی ہے لیکن دوسری طرف تمہاری ہر بات ماننے کے معاملے میں خود کو بے بس محسوس کرتا ہوں... اگر تمہاری یہی ضد ہے تو ٹھیک ہے تمہاری خاطر میں آسیہ سے شادی کرنے کے لیے تیار ہوں اور پوری ایمانداری سے اس رشتے کو نبھانے کی کوشش بھی کروں گا۔" نجم نے جواباً کہا۔

"بہت بہت شکریہ نجم...... میں سچے دل سے آپ کی خوشیوں کے لیے دعا کروں گی۔ باقی میری کوتاہیوں پر مجھے معاف ضرور کر دیجیے گا۔"

اگلا خط بھی نجم نے ہی لکھا جس میں اس نے بتایا تھا کہ گھر والوں نے شادی کی تاریخ طے کر دی ہے۔ مہرو نے کیلنڈر کی طرف دیکھا۔ بارہ دن بعد نجم کی شادی تھی۔ وہ مخمصے میں پڑ گئی کہ جواب لکھے یا نہیں۔ بالآخر دماغ سے سوچ کر یہی فیصلہ کیا کہ ایسے نازک موقع پر نجم سے کسی قسم کا رابطہ کرنا ٹھیک نہیں۔ شادی کی تاریخ گزر گئی تو کئی بار کاغذ قلم سنبھالا لیکن ہر بار یہ سوچ کر خود کو روک لیا کہ نئی نئی شادی ہے اس لیے نجم کا پورا دھیان آسیہ کی طرف رہنا چاہیے تاکہ دونوں کے درمیان انڈرسٹینڈنگ پیدا ہو جائے۔ ابا کا فون آیا انہوں نے بار بار گھر آنے پر زور دیا پھپو نے بھی کہا کہ کافی مہینے گزر گئے ہیں اس لیے چکر لگا آئے سو وہ ہفتے بھر کے لیے پشاور آ گئی۔ گھر والے بھی اس کے بنا بہت اداس ہو گئے تھے۔ امی نے اس سے وعدہ لیا کہ اب وہ جلدی جلدی

ان سے ملنے آیا کرے اور اس نے بھی فرمانبرداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے بات مان لی! فون دیکھ کر کئی مرتبہ دل مچلا لیکن ہر بار خود کو روکا البتہ جانے سے پہلے ایک بار نمبر ملا ہی لیا لیکن صرف اس کی آواز سننے کے لیے اور جب آگے سے نجم نے ریسیور اٹھا کر اپنے مخصوص انداز میں جی...... کہا تو بے قابو ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالا اور بنا کچھ کہے ریسیور رکھ دیا۔ چلو یہی تسلی بہت ہے کہ تم اپنے مقام پر موجود ہو اور خیر و عافیت سے ہو۔

❁❁❁

ایک بار پھر وہ تھی اور اسلام آباد کی پُرسکون فضائیں...... وہ پھر سے کام میں مگن ہو گئی اور اب تو مہینوں گزر گئے تھے نہ اس نے نجم کو خط لکھا اور نہ ہی اس کی طرف سے کوئی رابطہ ہوا۔

کبھی کبھار سوچتی اگر میں نے خط کا جواب نہیں دیا تو کم از کم وہی پوچھ لیتا، ایک بار تو خط لکھتا۔ جانتا تو ہوگا کہ میرے دل پر کیا گزر رہی ہے پھر کیوں اسے میری طرف سے پریشانی نہیں ہوتی، کیوں میرے حال سے اسے دلچسپی نہیں رہی...... رفتہ رفتہ یہ خیال دل میں جڑ پکڑتا گیا۔ یہاں تک کہ کورس کا ایک سال مکمل ہو گیا۔ وہ پھر چند دن کے لیے گھر آ گئی۔ اس نے محسوس کیا کہ اس کی دوری کا سب سے زیادہ اثر امی نے لیا تھا سو جاتے ہوئے وہ انہیں بھی اپنے ساتھ لے گئی اور پورا ایک مہینہ اپنے پاس رکھا۔ بعد میں ابو اور کومل بھی آ گئے تو دوان کے ساتھ واپس چلی گئیں اور مہرو نے بھی وعدے کے مطابق اگلی ٹرم کے دوران تین چکر گھر کے لگائے۔

آج وہ دو سال پورے کر کے مکمل طور پر واپس آئی تھی مخصوص راستے، مانوس ماحول میں واپس آ کر ڈھیروں ڈھیر سکون کے ساتھ بے نام سی اداسی بھی رگ رگ و پے میں در آئی۔ خاندان بھر سے ملنے ملانے کے بعد ابھی وہ سکون کا سانس بھی نہیں لے پائی تھی کہ عنبرین ایک بار پھر اس کے سر پر سوار تھی پورے تین، تین رشتے لے کر۔

"اس بار اگر تم نے انکار کیا تو دیکھنا پکڑ کر کومل کو بیاہ دوں گی۔" اس نے حقیقی غصے سے آنکھیں نکالیں تو

کون کہتا ہے کہ؟

اولاد نہیں ہو سکتی

آج بھی لاکھوں گھرانے اولاد کی نعمت سے محروم سخت پریشان ہیں۔ مایوسی گناہ ہے۔ انشاءاللہ اولاد ہوگی۔ خاتون میں کوئی اندرونی پرابلم ہو یا مردانہ جراثیم کا مسئلہ۔ ہم نے دیسی طبی یونانی قدرتی جڑی بوٹیوں سے ایک خاص قسم کا بے اولادی کورس تیار کیا ہے۔ جو آپ کے آنگن میں بھی خوشیوں کے پھول کھلا سکتا ہے۔ آپکے گھر میں بھی خوبصورت بیٹا پیدا ہو سکتا ہے۔ آج ہی گھر بیٹھے فون پر تمام حالات سے آگاہ کر کے بذریعہ ڈاک وی پی VP بے اولادی کورس منگوائیں۔

المُسلم دارالحکمت رجسٹرڈ (دواخانہ)

ضلع وشہر حافظ آباد۔ پاکستان

0300-6526061

0547-521787

فون اوقات

صبح 9 بجے سے رات 11 بجے تک

آپ ہمیں صرف فون کریں

دوائی آپ تک ہم پہنچائیں گے

digest library.com❤️❤️

مہرو کی ہنسی چھوٹ گئی۔

''مبارک ہو کومل، تمہاری تو لاٹری نکل آئی۔''

''دیکھیں امی، اسے مذاق سوجھ رہے ہیں، آپ سمجھاتی کیوں نہیں۔'' عنبرین نے ماں سے مدد طلب کی۔

''اچھا بابا...... ہفتہ بھر تو ہوا نہیں بے چاری کو...... ابھی تو اس کی تھکن بھی نہیں اتری ہوگی۔''

''آپ نے ہی بگاڑ رکھا ہے ''بے چاری'' کو۔'' وہ خفا ہوگئی۔

اس بار معاملہ واقعی مذاق میں ٹالنے والا نہیں لگ رہا تھا۔ مہرو نے گھبرا کر اللہ سے مدد طلب کی۔ اب جانے یہ اس کی دعا کا اثر تھا یا عنبرین کے منہ سے نکلے الفاظ کا کہ واقعی اس کی جگہ کومل کا رشتہ طے پا گیا۔ مہرو تو ایسے نتیجے کی توقع بھی نہیں کر سکتی تھی پر ہوا کچھ یوں کہ تین میں سے دو رشتوں کو تو شبیر صاحب نے ریجیکٹ کر دیا۔ ایک لڑکے کی عمر بہت زیادہ تھی اور دوسری فیملی کو وہ ذاتی طور پر جانتے تھے اور ان کے بارے میں ان کی رائے یہ تھی کہ پورا خاندان ہی بہت تیز اور جھگڑالو طبیعت کا ہے۔ تیسرا رشتہ عنبرین کی دوست فائزہ کے بھائی کا تھا اور وہ رشتہ آیا بھی کومل کے لیے ہی تھا کیونکہ فائزہ کے بھائی حیدر نے کومل کو کسی فیملی فنکشن میں دیکھا تھا اور وہ اسے بہت اچھی لگی تھی۔ وہ اس کے بارے میں صرف اتنا ہی جان پایا تھا کہ یہ فائزہ کی دوست عنبرین کی بہن ہے۔ نام چونکہ اسے معلوم نہیں تھا اس لیے عنبرین اور فائزہ دونوں کو غلط فہمی ہو گئی اور انہوں نے خود ہی فرض کر لیا کہ حیدر کا اشارہ مہرو کی طرف ہے لیکن تصویر دیکھنے پر جلد ہی اس بات کی وضاحت ہو گئی اور معاملہ چونکہ حیدر کی پسندیدگی کا تھا اور وہ فیملی بھی ابا کو بہت پسند تھی اس لیے حیدر اور کومل کی منگنی ہو گئی۔ مہرو نے جان چھوٹ جانے پر خدا کا لاکھ شکر ادا کیا اور اپنا سارا دھیان بوتیک کے کام کی طرف لگا دیا۔ اچھی خاصی انویسٹمنٹ تھی اور وہ ابا پر اتنا بوجھ نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔ اس نے سوچا کچھ عرصہ کہیں جاب کر کے پیسے اکٹھے کر لے اور پھر بوتیک کا آغاز کرے۔ شبیر صاحب کو اس کے خیالات کا پتا چلا تو خوب غصہ ہوئے۔

''یہ بات نہیں ہے ابا جی۔ دراصل میں یہ سوچ رہی ہوں کہ اگر میں بوتیک کا کام اچھے طریقے سے نہ کر سکی تو خوامخواہ پیسے کا زیاں ہو جائے گا۔''

''لیکن بیٹے...... میرا سب کچھ تم تینوں کے لیے ہے اور ویسے بھی تمہارا گھبرانا بے جا ہے۔ ہم سب تو تمہارے ٹیلنٹ پر بھروسا ہے اور اب تو تم نے باقاعدہ کورس کر لیا ہے۔ پریشان ہونے کے بجائے کام کا آغاز کرو۔ اللہ پاک بہتری کرے گا، انشاء اللہ۔'' ان کی محبت بھری تسلی نے اس کا حوصلہ بڑھایا۔ بوتیک کے لیے جگہ کا تعین تو پہلے ہی ہو چکا تھا۔ پھپھو اور ان کے گھر کے بیچ ایک ہی دیوار حائل تھی جب تک پھپھو پشاور میں رہیں اسی گھر میں مقیم تھیں لیکن اب برسوں سے اسلام آباد میں سیٹل تھیں اور مکان تب سے خالی پڑا تھا۔ نصرت پھپھو کے کہنے پر ہی اس نے چھوٹے سے اس گھر کو بوتیک کے لیے سیٹ کر لیا۔ کومل نے بھی ہر معاملے میں اس کی پوری مدد کی اور تھوڑے ہی عرصے میں کام چل نکلا۔ سلائی کڑھائی کے لیے فی الحال اس نے تین عورتیں رکھی ہوئی تھیں۔ وقت بہت مصروف گزرنے لگا۔ کومل کا یونیورسٹی میں ایڈمیشن ہو گیا۔ حیدر بھی یہی چاہتا تھا کہ شادی سے پہلے وہ جتنا چاہے پڑھ لے سو ایم اے اکنامکس کا فیصلہ کیا۔ مہرو کا بوتیک خوب نام کما رہا تھا۔ سال بھر میں ہی اسے شادیوں کے لیے بھی آرڈرز ملنے لگے۔ مصروفیت بڑھی تو دل کے زخم کچھ بھرنے لگے۔ اب تو نجم سے بچھڑنے کا حساب سالوں تک جا پہنچا تھا۔ پہلے انگلیوں پر دن اور مہینے گنا کرتی تھی اب سال گننا پڑتے تھے۔

بہت دنوں کے بعد اس نے تایا ابا کے گھر چکر لگایا۔ لان میں کھلے رنگ رنگ کے پھولوں کو دیکھ کر دھیان آیا کہ بہار پھر سے آ گئی ہے۔ سارہ کے ساتھ لان میں گھومتے ہوئے ہار سنگار کی بیل پر نظر پڑی تو جانے کیا کچھ یاد آنے لگا۔

''آج کیا تاریخ ہے سارہ......؟'' وہ چلتے چلتے رکی۔

''آج دس مارچ ہے، کیوں؟'' وہ سوالیہ نظروں

سے مہرو کو دیکھنے لگی۔
''کچھ نہیں یونہی۔'' وہ دوبارہ چلنے لگی۔

''پرسوں بارہ مارچ ہے...... پانچ سال ہو جائیں گے نجم سے میری جان پہچان ہوئے...... اور اب تو بچھڑے ہوئے بھی تین سال سے اوپر ہو گئے ہیں۔ تین سالوں میں اس ستمگر کا کچھ پتا نہیں تھا۔ کیا محبتیں ایسی ہی ناپائیدار ہوتی ہیں۔ اگر یہی سچ ہے تو پھر میں بھی کیوں تمہیں بھلا نہیں پائی۔ میرے اندر تو ان تین سالوں میں اتنی ہمت بھی پیدا نہیں ہوئی کہ اللہ سے تمہیں بھول جانے کی دعا مانگ لوں۔''

بارہ مارچ کے دن صبح سے ہی دل میں عجیب سی دھکڑ پکڑ ہونے لگی۔ ساڑھے دس بجے اس نے وال کلاک کی طرف دیکھا اور پھر فون کی طرف...... کیسے بے فکرے انداز میں سدرہ کو فون کرنے بیٹھی تھی۔ معلوم ہی نہیں تھا کہ زندگی چند لمحوں میں اتنا عجیب موڑ لینے والی ہے اپنی اور نجم کی پہلی گفتگو کا ایک، ایک جملہ آج بھی اچھی طرح یاد تھا۔ بے اختیار ہی وہ فون کی طرف بڑھی نمبر ملا کر نجم کا مدھم اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں ''جی'' سنا اور خاموشی سے فون رکھ دیا۔ گزشتہ تین سالوں سے یہی ''جی'' تو وجہ تسکین تھا۔

❁❁❁

نصرت پھپھو کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ خالد انکل نے فون پر اطلاع دی اور حالانکہ انہوں نے تسلی دی کہ گھبرانے والی کوئی بات نہیں ہے۔ بازو میں فریکچر آئے ہیں لیکن ابا جانے کے لیے تیار ہو گئے۔ مہرو نے سنا تو وہ بھی ساتھ چل پڑی۔ پھپھو کے متعلق ایسی بات سن کر وہ بھلا کیسے رک سکتی تھی۔ ٹرین میں سوار ہوتے وقت اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ آگے کس سے سامنا ہونے والا ہے۔ سامان برتھ پر رکھ کر وہ ابا کے ساتھ بیٹھ گئی۔ سامنے کی سیٹ پر ایک عورت اپنے دو بچوں کے ساتھ بیٹھی تھی۔ ڈبا چونکہ فرسٹ کلاس کا تھا اس لیے رش کا امکان ہی نہیں تھا۔ ٹرین نے وسل بجائی تو تھوڑی دیر بعد سامنے کی سیٹ پر آ کر بیٹھنے والا شخص کوئی اور نہیں نجم تھا...... مہرو بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے

محنت کش عورت کا المیہ

کیسی کشمکش میں ہوں
کس سے میں کروں فریاد
زعم حکمرانی میں
جس نے میری عزت کو بے وقار کر ڈالا
جس نے میری خودداری ریزہ ریزہ کر ڈالی
...ری جیسی عورت ہے
...ی فرق ہے ہم میں
...کو اعلیٰ طبقے کا
...از حاصل ہے

کلام:: شائستہ زریں

غزل

سوکھے ہونٹ، سلگتی آنکھیں، سرسوں جیسا رنگ
برسوں بعد وہ دیکھ کے مجھ کو ہو جائے گا دنگ
ماضی کا وہ لمحہ مجھ کو آج بھی خون رلائے
اکھڑی اکھڑی باتیں اس کی غیروں جیسے ڈھنگ
تارہ بن کے دور افق پر کانپے لرزے ڈولے
کچی ڈور سے اڑنے والی دیکھو ایک پتنگ
دل کو تو پہلے ہی درد کی دیمک چاٹ گئی تھی
روح کو بھی اب کھاتا جائے تنہائی کا زنگ
انہی کے صدقے یارب میری مشکل کر آسان
میرے جیسے اور بھی ہیں جو دل کے ہاتھوں تنگ
سب کچھ دے کر ہنس دی اور پھر کہنے لگی تقدیر
کبھی نہ ہوگی پوری تیرے دل کی ایک امنگ
شبنم کوئی جو تجھ سے ہارے، جیت پہ مان نہ کرنا
جیت وہ ہوگی جب جیتو گی اپنے آپ سے جنگ

شاعرہ: شبنم شکیل
مرسلہ: نگینہ ضیا بنگش، کراچی

digest library.com

اسے دیکھے جا رہی تھی۔ نجم بھی اسے دیکھ چکا تھا۔ مہرو نے اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے نظریں ہٹالیں۔ کتنا عجیب اتفاق تھا۔ وہ بھی اتنے طویل سفر کے لیے......

کہاں تو تین، ساڑھے تین برسوں میں ایک جھلک تک دکھائی نہیں دی تھی اور اب اتنے گھنٹوں کے لیے یوں آمنے سامنے، وہ بھی ایسی خاموشی کے ساتھ...... نگاہیں پھر اسی ظالم کی طرف اٹھ گئیں۔

''آج بھی ویسا ہی ہے، ذرا بھی تبدیلی نہیں آئی......'' عین اسی لمحے نجم نے بھی ادھر دیکھا۔ بیک وقت نظریں چار ہوئیں۔ پتا نہیں کیسا سحر تھا آنکھوں میں یا شاید ماحول میں۔ دونوں بے خود سے ایک دوسرے کو دیکھے گئے۔

''جانے کیا کہنا چاہ رہی ہیں تمہاری آنکھیں۔'' مہرو نے ایک ٹھنڈی سانس خارج کرتے ہوئے کھڑکی کے پار دیکھنا شروع کر دیا۔

''جن آنکھوں میں شرمندگی نظر آنی چاہیے تھی وہاں شکوے ہی شکوے کیوں دکھائی دے رہے ہیں؟ جب کہ سوالات کا بوجھ تو میں نے اٹھا رکھا ہے۔ پچھلے تین سالوں سے۔''

''لیجیے......!'' خاتون نے ٹفن باکس مہرو کے آگے کیا۔

''ارے نہیں شکریہ!''

''تکلف مت کریں۔ بچوں کے خیال سے میں نے کافی کچھ ساتھ رکھ لیا تھا۔ اکیلے کھانا اچھا نہیں لگے گا۔'' خاتون نے اصرار کیا تو مہرو نے ایک سینڈوچ اٹھا لیا۔ ابا نے البتہ معذرت کر لی کیونکہ دورانِ سفر وہ کچھ بھی کھانے سے پرہیز کرتے تھے۔

''آپ اسلام آباد جا رہی ہیں؟'' خاتون نے سوال کیا۔

''جی......اور آپ؟''

''ہم ٹیکسلا جا رہے ہیں۔''

''اوہ......'' مہرو کو اپنے سوال کا جواب مل گیا۔ ''تو یہ زریں باجی ہیں نجم کی بڑی بہن۔'' نجم نے کبھی بتایا تھا کہ اس کی بڑی بہن ٹیکسلا میں بیاہی ہوئی ہیں۔ یقیناً یہ میکے آئی ہوں گی اور اب نجم انہیں واپس چھوڑنے جا رہا تھا۔ مہرو نے میگزین نکال کر اس میں گم ہونے کی کوشش کی کئی بار اس نے خود کو نگاہوں کے حصار میں محسوس کیا لیکن دیکھنے سے دانستہ پرہیز کیا۔ آخر وہ بھی ناراض بھی تو ظاہر کرنا تھا۔

❁❁❁

پھپھو کے بازو اور کندھے میں شدید فریکچر آیا تھا لیکن اب وہ قدرے بہتر تھیں۔ مہرو کو دیکھ کر خوش بھی بہت ہوئیں۔ چار دن ان کے ساتھ رہنے کے بعد پانچویں دن پشاور کے لیے واپسی تھی۔ ان چار دنوں میں بھی مہرو کی توجہ اور دھیان جیسے ٹرین کی آدھی ادھوری ملاقات میں بھٹکتا رہا۔ واپس آ کر بمشکل چند گھنٹے ہی برداشت سے کام لے سکی۔

''تمہاری محبت تو میں دیکھ ہی چکی اور جب یہ طے ہے کہ ہر حال میں واپسی میں نے ہی کرنی ہے تو پھر ابھی کیوں نہیں......'' اس نے جیسے ہتھیار ڈالتے ہوئے دل ہی دل میں ارادہ کیا اور فون اپنی سمت کھسکایا۔

''جی......؟''

''السلام علیکم!'' مہرو نے ڈھیر ساری ہمت مجتمع کر کے سلام کیا۔

''وعلیکم السلام۔'' جواب میں اگرچہ پہلے جیسی شوخی بالکل مفقود تھی لیکن بہرحال آواز میں پہچان کا عنصر موجود تھا۔

''کیسے ہیں آپ؟'' وہ بس اتنا ہی کہہ سکی۔

''ہوں......اللہ کا شکر ہے۔'' ایک ٹھنڈی سانس نجم کے حلق سے خارج ہوئی۔ اس کے سنجیدہ انداز اور مختصر جوابات پر مہرو کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ مزید کیا کہے۔

''خیریت...... اسلام آباد کیسے جانا ہوا؟'' نجم نے خود ہی سوال کر دیا۔

''پھپھو کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔ اب الحمدللہ ٹھیک ہیں۔''

''چلو شکر ہے......واپسی کب ہوئی؟''

''آج صبح ہی......'' اس نے بے ساختہ کہا۔

"اچھا......" نجم اس کی بے صبری پر ہنسا تو وہ شرمندہ ہوگئی۔
"فون تو میں نے ہی کرنا تھا۔ آج کرتی یا کل......!"
"ہاں......شاید ایسا ہی ہے۔ خیر تمہارا بوتیک کیسا چل رہا ہے......"
"آپ کو کیسے پتا......؟" وہ حقیقتاً حیران ہوئی۔
"رابطے میں نہ رہنے کا مطلب بے خبر ہونا تو نہیں ہوتا۔"
"چلیں، بڑا احسان ہے یہ بھی۔" مہرو نے طنز کیا۔
"اچھا اب طنز ہی کیے جاؤ گی؟ کوئی اچھی بات نہیں ہوسکتی۔" نجم کے نرم لہجے پر اس کا گلا رندھ گیا۔
"بھاڑ میں گئیں اچھی باتیں، فون بھی میں کروں، اچھی باتیں بھی میں ہی کروں اور آپ...... پلٹ کر حال بھی نہیں پوچھ سکتے۔" وہ باقاعدہ رونے لگی۔
"روؤ مت مہرو......میں جانتا ہوں تمہیں مجھ سے بہت شکوے ہیں اور ٹھیک بھی ہیں لیکن میں بہت مجبور تھا۔" نجم نے بے چارگی سے کہا۔
"کیا مجبوری تھی؟" مہرو نے آنکھیں صاف کیں۔
"ساری باتیں آج ہی پوچھ لوگی کیا؟ اچھا یہ بتاؤ کہ بوتیک میں فون ہے؟"
"ہاں ہے......!"
"تم مجھے وہاں کا نمبر دے دو۔ کل صبح میں تمہیں فون کروں گا۔ میرا خیال ہے وہاں تم تسلی سے بات کر سکتی ہو۔"
"ہاں، وہ تو ٹھیک ہے، لیکن رات بھر مجھے نیند نہیں آئے گی۔"
"کوئی بات نہیں۔" نجم ہنس پڑا۔ "ایک رات تم بھی جاگو جیسے برسوں سے میں نہیں سویا۔" اسے حیران چھوڑ کر نجم نے فون بند کر دیا۔

❁❁❁

"کیا اب پوچھ سکتی ہوں کہ وہ مجبوری کیا تھی؟"
اگلی صبح مہرو نے پہلا سوال یہی کیا۔
"دراصل میں، تم سے کیا وعدہ نبھا نہیں سکا۔ شرمندگی اس قدر تھی کہ تم سے سامنا کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔"
"کیسا وعدہ......؟" مہرو نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے پوچھا۔
"تم سے وعدہ کیا تھا کہ آسیہ سے اپنے تعلق کو نبھانے کی پوری کوشش کروں گا لیکن وعدہ پورا نہیں کر سکا۔"
"کیوں، کیا ہوا؟" مہرو کا دل بیٹھنے لگا۔
"ہمارے درمیان علیحدگی ہو چکی ہے۔"
"کیا......؟" وہ حیرت سے چیخی۔ "لیکن کیوں......اور کب؟"
"اب تو ڈیڑھ سال ہو گیا۔"
"ڈیڑھ سال۔ یعنی صرف دو سال آپ اس تعلق کو نبھا سکے۔ کوشش بھی نہیں کی اپنے حالات سدھارنے کی۔"
"مجھے تم سے ایسے ہی جواب کی توقع تھی تبھی تو ڈیڑھ سال سے اکیلے پن کی اذیت سہہ رہا ہوں اگر ڈیڑھ سال پہلے بتاتا تو تم سمجھتیں شاید میں نے تمہاری بات رکھنے کے لیے شادی کی تھی اور طلاق بھی کسی بنے بنائے منصوبے کے تحت دی ہے۔"
"تو کیا آپ کبھی مجھے یہ بات نہ بتاتے؟ ٹرین میں تو ہماری اتفاقاً ملاقات ہوگئی اگر نہ ہوئی ہوتی تو ظاہر ہے میں کل آپ کو فون نہ کرتی۔"
"ایسے ہی کسی معجزے کا منتظر تھا۔ مجھے یہ تو یقین تھا کہ تم کبھی نہ کبھی مجھ سے رابطہ کرو گی لیکن اس کے لیے اتنا انتظار کرنا پڑے گا۔ اس کا کبھی تصور نہیں کیا تھا۔"
"یعنی آپ خود سے کبھی رابطہ نہ کرتے۔" مہرو کا دل تاسف سے بھر گیا۔
"نہیں، اب ایسی بات بھی نہیں ہے......میں نے کہا ناں، تم سے دور رہنے کے باوجود میں تم سے بے خبر نہیں تھا۔ جس وقت بھی یہ محسوس کرتا کہ تم ہمارے رشتے کی وجہ سے کسی مشکل کا شکار ہو رہی ہو میں پہل ضرور

digest library.com

کرتا۔"

"کس رشتے کی بات کر رہے ہیں؟" مہرو کا لہجہ خود بخود سرد ہو گیا۔

"کیوں پوچھ رہی ہو؟ وہ بات بھولنے والی تو نہیں ہے۔" نجم مسکرا دیا۔

"آسیہ سے طلاق کی وجہ کیا تھی؟" مہرو نے موضوع بدلا۔

"میں اس کے موضوع پر بولنا تو نہیں چاہتا لیکن جانتا ہوں بتائے بنا چارہ بھی کوئی نہیں۔ بات دراصل یہ ہے ڈیئر کہ شادی تو اس نے بھی گھر والوں کی خاطر کی تھی اور اس کی وجہ بھی جہاں تک میں سمجھا ہوں عمر کا فرق تھا۔ شاید اسے اپنی عمر زیادہ ہونے کا بہت کمپلیکس تھا حالانکہ میں نے شادی ہونے سے پہلے ہی سوچ رکھا تھا کہ اس موضوع پر کبھی کوئی بات نہیں کروں گا لیکن خیر یہ بات تو وجۂ طلاق نہیں ہے۔ البتہ ہمارے تعلق پر اثر انداز ہونے میں اس احساسِ کمتری کا بڑا ہاتھ ہے...... بہر حال ہمارے اختلافات تو پہلے مہینے ہی شروع ہو گئے۔ آسیہ شروع دن سے علیٰحدہ رہنے پر بضد تھی اور علیٰحدہ رہنے سے اس کی مراد اپنے والدین کے گھر رہنا تھا کیونکہ وہ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد ہے اور اس کا خیال تھا کہ میں آسانی سے اس کی بات مان لوں گا لیکن ایسا ہوا نہیں کیونکہ اول تو کوئی بھی مرد اپنے سسرال میں مستقل رہنا پسند نہیں کرتا۔ دوسرے نعیم بھائی اور عدیلہ بھابی شادی کے نو سال بعد بھی ہمارے گھر میں ہم سب کے ساتھ مل کر رہتے ہیں حالانکہ بھابی تو ہیں بھی غیر خاندان سے...... میں نے کئی بار آسیہ کو ان کی مثال دی لیکن جانے اس نے کیا اخذ کر لیا۔ خیر شادی کے ایک سال بعد ہمارا بیٹا پیدا ہوا۔"

"آپ کا بیٹا......!" مہرو نے حیرت اور خوشی سے دہرایا۔

"ہاں...... لیکن اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔ پیدائش کے بعد وہ صرف دو گھنٹے زندہ رہا۔"

"اوہ......" مہرو کو حد درجہ افسوس ہوا۔

"بیٹے کی وفات میرے لیے بھی بہت دکھ اور صدمے کا باعث تھی اور آسیہ کی تکلیف کا مجھے احساس [illegible] لیکن اس غم کا وہ ایسا الٹا اثر لے گی اس کا میں تصور نہیں کر سکتا تھا۔"

"کیا مطلب؟" مہرو نے بے صبری سے پوچھا۔

"عدیلہ بھابی شادی کے نو سال بعد بھی اولاد سے محروم ہیں آسیہ کا خیال بلکہ یقین تھا کہ بھابی [illegible] ٹونوں کے زور پر اس کے بچے کو مارا ہے تاکہ وہ [illegible] اولاد کی خوشی سے محروم رہے۔ میرا خیال تھا کہ بچے [illegible] وفات کا صدمہ ابھی چونکہ تازہ ہے اس لیے وہ ایسی [illegible] باتیں سوچ رہی ہے اور رفتہ رفتہ ٹھیک ہو جائے [illegible] ٹھیک تو خیر کیا ہوتی...... وہ تو اس حد سے بھی آگے [illegible] گئی اور یہ تک کہہ دیا کہ نہ صرف عدیلہ بھابی بلکہ میں [illegible] اس سازش میں ان کا شریک ہوں۔"

"کیا مطلب...... آپ کیوں؟" مہرو نے حیرت سے کہا تو نجم ہنس دیا۔

"کیونکہ اس کے خیال میں میرے اس گھر کو چھوڑنے کی وجہ بھی عدیلہ بھابی تھیں۔"

"یعنی......" مہرو کی خاک سمجھ میں نہیں آیا۔

"اب میں اس کی کیا وضاحت کروں [illegible] بندے کا دماغ خراب ہو جائے تو کچھ بھی ممکن ہے۔ میرے لیے عدیلہ بھابی بھی زریں باجی اور مرملین کی طرح ہیں۔ ایسے جھوٹے اور بے بنیاد الزام پر غصہ آنا لازمی بات تھی پھر بھی میں نے برداشت سے کام لیا اور امی کے کہنے پر ماموں کے ہاں شفٹ ہو گیا حالانکہ اس کی یہ شرط میرے مزاج کے بالکل خلاف تھی لیکن میں امی کی خاطر چپ ہو گیا۔ یہ خیال بھی آیا کہ کیا پتا آسیہ اس طرح اپنے فضول وہموں سے نجات حاصل کر لے اور ایسا ہو جائے تو میں بھی سکون محسوس کروں گا لیکن اس نے میری قربانی کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا اور متواتر مجھ پر شک کرتی رہی۔ حتیٰ کہ مجھے میرے گھر جانے سے بھی روکنے لگی۔ مجھے لمحے لمحے کا حساب دینا پڑتا تھا۔ [illegible] بھی بالکل بے قصور ہوتے ہوئے ان دنوں میں جس ذہنی اور جذباتی اذیت سے گزر رہا تھا اس میں سب سے زیادہ ساتھ نعیم بھائی اور اباجی نے دیا۔ شرمندہ تو امی بھی

بہت تھیں لیکن اب کسی بھی فیصلے کا اختیار انہوں نے مجھے دے دیا تھا پھر نعیم بھائی نے مشورہ دیا کہ میں آسیہ کو طلاق کی دھمکی دوں کہ سختی کرنے سے شاید وہ راہِ راست پر آ جائے لیکن اس نے تو یوں ہامی بھری جیسے اسی بات کا انتظار کر رہی تھی۔ میں ایسے جواب کی ہرگز توقع نہیں کر رہا تھا اس لیے پھر سے اسے سمجھانے کی کوشش شروع کر دی لیکن میرے ماموں یعنی آسیہ کے ابو میرے پاس آئے اور کہا کہ میں اسے طلاق دے دوں شاید وہ جان چکے تھے کہ ان کی بیٹی جن نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہو چکی ہے ان سے کبھی نجات نہیں پا سکتی اور یوں ہمارے راستے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئے۔''

''اوہ......'' مہرو نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔

''بہت افسوس ہوا نجم...... لیکن آپ نے میرا اعتبار کیوں نہیں کیا؟ آپ سمجھتے ہیں اس مشکل میں آپ کا ساتھ دینے کے بجائے میں آپ کی نیت پر شک کرتی یا پھر آپ ناراض تھے مجھ سے...... کیونکہ اس شادی کے لیے میں نے آپ کو مجبور کیا تھا۔'' مہرو نے پوچھا۔

''نہیں...... تم سے بالکل کوئی ناراضی نہیں تھی یہ سب کچھ تو قسمت میں لکھا تھا پھر ویسے بھی خدا کے ہر کام میں مصلحت چھپی ہوتی ہے اس وقت اگر میں اپنی ضد منوا کر آسیہ کے بجائے تم سے شادی کر لیتا تو گھر والے کبھی بھی تمہیں دل سے قبول نہیں کرتے جیسے اب کریں گے۔'' نجم بالکل ہی روانی میں کہہ گیا۔

''مم...... مجھے امی بلا رہی ہیں؟'' مہرو نے کہا۔

''بوتیک میں امی......؟'' نجم نے شرارت سے کہا تو وہ جھینپ گئی۔

''ایک دیوار ہی تو ہے درمیان میں آ جاتی ہیں کبھی کبھار......!''

''او کے۔'' نجم ہنسا۔ ''پھر بات کریں گے۔''

''ہاں، بس میں ہی رابطہ کروں تو ہری ہری سوجھتی ہے جناب کو۔'' وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔

''کیا کہا؟''

''کچھ نہیں۔'' منہ بناتے ہوئے اس نے ریسیور رکھ دیا اور نجم مسکراتے ہوئے کہیں دور پہنچ گیا۔

❁❁❁

جمعے کے دن اس کا بوتیک بند رہتا تھا۔ اس لیے وہ دیر تک سوتی ہی رہتی۔ دس بجے کومل نے آ کر جھنجوڑا کہ کچھ مہمان آئے ہوئے ہیں اور امی اسے بلا رہی ہیں۔ وہ بے دلی سے باتھ روم میں گھس گئی۔ ہاتھ منہ دھو کر کنگھی کرتی ہوئی وہ ڈرائنگ روم کی طرف چل پڑی۔ اکثر خواتین بوتیک بند دیکھ کر گھر ہی آ جاتی تھیں۔ اس وقت بھی مہرو کا یہی خیال تھا لیکن یہاں آ کر دیکھا تو دونوں چہرے اس کے لیے اجنبی تھے۔ وہ سلام دعا کے بعد قریب ہی بیٹھ گئی۔

''مجھے عدیلہ کہتے ہیں اور یہ میری ساس ہیں۔'' عدیلہ نے خوشدلی سے کہتے ہوئے بغور اس کا جائزہ لیا۔

''عدیلہ......!'' مہرو بری طرح چونک کر اس پیاری سی لڑکی کو دیکھنے لگی جو بڑی معنی خیز مسکراہٹ سے مہرو کو دیکھ رہی تھی۔ وہ محض نظر جھکا کر رہ گئی۔

''بہت چالاک ہے یہ تو......'' وہ دل ہی دل میں نجم کو صلواتیں سنانے لگی جس نے پہلے سے بتایا تک نہیں۔

''آپ کی بچی ماشاءاللہ بہت پیاری ہے۔'' نجم کی امی نے نثار ہونے والی نظروں سے اسے دیکھے جا رہی تھیں۔ وہ تھوڑی دیر ان کے پاس بیٹھنے کے بعد اپنے کمرے میں آ گئی اور گھبراہٹ میں انگلیاں چٹخاتے ہوئے یہاں سے وہاں ٹہلنے لگی تبھی عدیلہ کمرے میں داخل ہوئی۔

''آپ......آ گئیں!'' مہرو رک گئی۔

''ہمیں رات ہی نجم نے تمہارے بارے میں بتایا اور دیکھ لو صرف رات بھر ہی صبر کر سکے ہم......'' وہ مسکراتے ہوئے بیڈ کے کنارے بیٹھ گئی۔ مہرو جواباً خاموش ہی رہی۔

''مہرو تم اس گھر میں صرف نجم کی ہی نہیں، ہم سب کے لیے بھی خوشی بن کر آؤ گی۔ ہمیں اس نے تمہارے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے اور ہم نے بھی تمہاری امی سے کچھ نہیں چھپایا میرا مطلب ہے نجم کی پہلی شادی کے متعلق اب تو بس یہی فکر ہے کہ انکل اور

digest library.com

آنٹی کو اس بات پر زیادہ اعتراض نہ ہو۔" جواباً مہرو نے فقط سر ہلایا۔

"اچھا فون پر بتانا ضرور...... ویسے ہم جلد ہی دوبارہ آئیں گے۔ دولھے میاں سمیت۔" وہ شرارت سے کہتی ہوئی باہر نکل گئی۔

کومل کی زبانی پتا چلا کہ لڑکے کی پہلی شادی کا سن کر ابا نے صاف انکار کر دیا ہے حالانکہ امی کو وہ لوگ بہت اچھے لگے تھے۔

"یا اللہ...... اب کیا ہوگا؟" پریشانی میں اسے اور کچھ نہیں سوجھا تو عنبرین کو بلا بھیجا اور وہ بے چاری اگلی صبح ہی بھاگی چلی آئی۔

"ہوں......" سارا قصہ سننے کے بعد اس نے ایک طویل سانس خارج کیا۔

"اب تو انکار کی کوئی گنجائش ہی نہیں لیکن تم نے ایسا کیوں کیا مہرو۔ یہ کوئی چھوٹی اور معمولی بات تو نہیں ہے اور تم سے ایسی کم عقلی کی تو میں ہرگز توقع نہیں کر سکتی تھی۔" یہ اس کی ہمت تھی کہ وہ اتنے دھیمے انداز میں مہرو کو ڈانٹ رہی تھی ورنہ دماغ تو بیک وقت کئی اطراف میں سوچ رہا تھا۔

"ابا کو منانا بھی اتنا مسئلہ نہیں ہے جتنی مجھے ایک اور بات کی فکر ہے۔" عنبرین نے کہا۔

"کیا......؟" مہرو جو مجرموں کی طرح سر جھکا کر بیٹھی تھی گھبرا کر اسے دیکھنے لگی۔

"اب نکاح تو تمہارا ہو چکا۔ شرعی اور قانونی طور پر تم اس کی بیوی ہو۔ ہم نے تو صرف رخصتی کرنی ہے۔ ایسے میں لوگوں کو کیا بتائیں گے کہ نکاح کب اور کیوں ہوا؟ خصوصاً ماموں اور تایا ابا وغیرہ سوال کریں گے کہ اگر نکاح سادگی سے بھی ہوا تو انہیں بلایا کیوں نہیں گیا؟ یہ تو سراسر اگلوں کو شک میں ڈالنے والی بات ہے۔" عنبرین فکر مندی سے بولی۔

"تو پھر ہوگا کیا؟" مہرو بے چینی سے بولی۔

"دیکھو......! تمہارے نکاح والی بات تو میں کسی قیمت پر گھر سے باہر نکلنے نہیں دوں گی بلکہ نجم کو بھی سمجھائیں گے کہ ہمارے دو گھروں کے علاوہ کسی کے علم میں یہ بات نہ لائیں۔ سب سے بس یہی کہیں گے کہ ... کی شادی ہو رہی ہے کیونکہ چندا کوئی کتنا ہی اپنا کیوں ... ہو ایسے موقع پر کہانیاں گھڑنے میں سب ایک دوسرے سے آگے نکل جاتے ہیں۔ اب کس، کس کو یقین دلاتی پھریں گے کہ ان دو احمقوں نے نکاح کے بعد ایک دوسرے کی صورت بھی نہیں دیکھی۔"

"تو پھر کیسے چھپائیں گے نکاح ... بات......؟" اس نے پریشانی سے عنبرین کو دیکھا۔

"نکل آئے گا اس کا بھی کوئی حل...... فی الحال ... کی عدالت میں جا رہی ہوں۔ امی، ابا کو بھی کسی ڈھنگ سے بتانے کی کوشش کرتی ہوں۔" وہ اٹھنے لگی لیکن اس سے پہلے ہی مہرو آگے بڑھ کر اس کے گلے لگ گئی اور بے اختیار رونے لگی۔

"تھینک یو باجی...... آپ نہ ہوتیں تو جانے میرا کیا حال ہوتا۔"

"اللہ پاک بہتری کرے گا۔ تم بس سچے دل سے اپنے لیے دعا مانگو۔ میں کوئی خوشخبری لاتی ہوں۔" اس نے نرمی سے مہرو کا کندھا تھپک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

❋❋❋

ساری صورتِ حال جاننے کے بعد ابا نے نجم سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ عنبرین نے فون کر کے نجم کو بتایا اور وہ شام کو ہی آ گیا۔ ابا تو اسے دیکھتے ہی ٹھٹک گئے۔ ابھی کچھ دن پہلے ہی تو اسے ٹرین میں دیکھا تھا لیکن بولے کچھ نہیں اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"برخوردار! آپ ایک اچھے اور بڑے گھر سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ سے ایسی حماقت کی توقع تو نہیں کرنی چاہیے پھر کیا نام دوں آپ کے اس عمل کو؟" شبیر صاحب نے بات کا آغاز کیا۔

"اس عمل کی کوئی منطق یا دلیل تو نہیں ہے میرے پاس۔" نجم نے بہت سنبھل کر میدانِ کارزار میں قدم رکھا۔ "دراصل ساڑھے تین سال پہلے ہماری شادی ہونا بہت مشکل تھا۔ ناممکن اس لیے نہیں کہہ سکتا کیونکہ میں نے انہیں پروپوز بھی کیا تھا اور باقاعدہ طور پر اپنے والدین کو بھی لانا چاہتا تھا لیکن "وہ" نہیں چاہتی تھیں کہ

میں ان کی وجہ سے اپنے بچپن کی منگنی توڑ دوں۔'' نجم نے کہا۔

''وہ تو ٹھیک ہے کہ اس صورتِ حال میں آپ کو اپنی منگیتر سے شادی کرنا پڑی لیکن پھر یہاں رشتہ جوڑنے کی کیا تک تھی؟ وہ بھی ایسے خفیہ طریقے سے۔'' شبیر صاحب نے پوچھا۔

''ہمارا خیال تھا کہ اب ہم کبھی ایک نہیں ہو سکتے، اس لیے اپنی خوشی اور دلی تسکین کے لیے اس رشتے میں بندھ گئے۔''

''جذباتی فیصلہ کرتے ہوئے اس کے مستقبل کے بارے میں نہیں سوچا؟ یا پھر یہ واقعی سوچی سمجھی پلاننگ تھی یعنی پہلے خاندان میں شادی کرنا اور پھر......'' وہ کہتے کہتے رک گئے۔

''میری علیحدگی کو ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور اسی خیال کے تحت میں نے مہرالنسا سے کوئی رابطہ نہیں کیا۔ اس دن ٹرین میں اتفاقاً ہمارا سامنا ہوا اور یوں ساڑھے تین سال بعد ہمارا پھر سے رابطہ ہوا۔ اور جہاں تک ان کے مستقبل کا سوال ہے ہم نے جدا ہوتے وقت یہی طے کیا تھا کہ جب بھی اس کاغذی تعلق کی وجہ سے یہ کسی مشکل کا شکار ہوئیں مجھ سے رابطہ کرلیں گی تب میں انہیں اس رشتے سے آزاد کردوں گا۔ ویسے بھی اگر یہ کوئی سوچی سمجھی پلاننگ ہوتی تو اس کے لیے کورٹ میرج کی بالکل ضرورت نہیں تھی، میں یہاں رشتہ قائم کیے بغیر بھی اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا تھا اور پھر ان سے شادی کرسکتا تھا۔''

''ہاں...... لیکن اس صورت میں ہم صاف انکار کرسکتے تھے۔ مجبور تو ہم اب ہوگئے ہیں اس نکاح کی وجہ سے۔'' وہ کسی صورت قائل ہوتے نظر نہیں آرہے تھے۔ نجم خاموش ہی رہا۔

''خیر...... اپنی کزن سے نبھا نہ ہوسکنے کی کیا وجہ تھی؟''

''چھوٹی چھوٹی باتیں تو بے شمار تھیں لیکن شادی کے متعلق میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ نبھا کرنا نہ کرنا میاں بیوی کے اپنے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے اس تعلق کو نبھانے میں مجھ سے بھی کوتاہیاں ہوئی ہوں لیکن یہ بات میں اول روز سے ہی جان گیا تھا کہ میرے اور میری فیملی کے لیے مہرالنسا سے زیادہ آئیڈیل لڑکی اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ اس کا صحیح معنوں میں احساس بھی اپنی کزن سے شادی کے بعد ہوا۔ ایک بار مہرالنسا نے مجھ سے کہا تھا کہ جو منگنی میری پیدائش سے بھی پہلے طے پا چکی ہے یقیناً اس کی جڑوں میں کئی لوگوں کی محبت شامل ہوگی، اس لیے مجھے اپنی کزن سے ہی شادی کرنی چاہیے لیکن شادی کے بعد جو رویہ میری کزن کا میرے اور میری فیملی کے ساتھ رہا اس نے مجھے موازنہ کرنے پر مجبور کردیا کہ مہرالنسا غیر ہوکر بھی میرے پورے خاندان کی کس قدر خیر خواہ ہے جب کہ وہ سگے ماموں کی بیٹی ہوکر بھی پورے خاندان کو جدا کرنے کا باعث بن گئی۔ پچھلے چند سال میں نے جس اذیت میں گزارے کئی مواقع پر مہرالنسا کی کمی شدت سے محسوس کی لیکن میں نے دانستہ دوری اختیار کیے رکھی کیونکہ وہ نکاح کن حالات میں، کیا سوچ کر کیا تھا؟ وہ صرف میں ہی جانتا ہوں اس لیے کسی قیمت پر نکاح کو آڑ نہیں بنانا چاہتا تھا۔'' شبیر صاحب خاموشی سے اس کی باتیں سن رہے تھے اور جانے کیا سوچ رہے تھے۔

''ہوں......'' بالآخر انہوں نے خاموشی توڑی۔ ''برخوردار اب اگر میں شادی کے لیے رضامندی ظاہر کردوں تو یہ ہرگز نہیں چاہوں گا کہ نکاح کے متعلق کسی کو پتا چلے۔ اس صورت میں کیا لائحہ عمل ہوگا آپ کا؟'' نجم نے بڑی خوشگوار حیرت سے سر اٹھایا۔

''رضامندی......'' کیسا انوکھا احساس جاگا سن کر پھر فوراً ہی اپنی اندرونی کیفیت پر قابو پایا۔

''اس کا ایک حل ہے تو سہی...... آپ کی اجازت ہو تو عرض کروں؟'' نجم نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''ہوں، ہوں۔'' شبیر صاحب نے نجم کی طرف دیکھا۔

''آج کل چونکہ شادیاں میرج ہال وغیرہ میں کرنے کا رواج ہوگیا ہے تو ہمارے ہاں نکاح کی رسم عموماً شادی کے دن صبح سویرے ہی نمٹالی جاتی ہے یعنی

digest library.com❤️❤️

صرف گھر کے چند افراد کی موجودگی میں۔ ہم یہی کہہ دیں گے۔'' وہ سوالیہ نظروں سے شبیر صاحب کو دیکھنے لگا اور انہوں نے تائیدی انداز میں سر ہلایا۔

''ٹھیک ہے، اب آپ اپنے والد سے میری ملاقات کروا دیں تا کہ شادی کی تاریخ کا تعین کیا جا سکے۔''

''جی بہتر۔'' نجم نے خوشی پر قابو پاتے ہوئے اجازت لی اور باہر چلا گیا۔

❁❁❁

مہرو تو پچھلے دو دنوں میں کمرے سے ہی نہیں نکلی۔ ابا سے سامنا کرنے کی ہمت ہی نہیں تھی۔ کومل اس کے لیے کھانا کمرے میں ہی لے آئی تھی لیکن اس نے چھوا تک نہیں۔ دھیان مسلسل ابا اور نجم کی ملاقات کی طرف لگا ہوا تھا۔ امی اسی کے کمرے میں نماز پڑھ رہی تھیں۔ جائے نماز تہ کر مڑیں تو نظر اس کے پریشان، افسردہ چہرے پر پڑی۔ منہ ہی منہ میں کچھ پڑھتے ہوئے آگے بڑھیں اور اس پر پھونک دیا۔ اس نے بے اختیار امی کو گلے لگالیا اور کندھے پر سر رکھتے ہی روئے چلی گئی۔

''تم نے کیا ایک، ایک کو گلے لگا کر رونے کی پریکٹس شروع کر دی ہے۔'' اسی وقت عنبرین کمرے میں داخل ہوئی تو مہرو منہ بناتے ہوئے دور ہوگئی۔

''چلو، اب رونا بند کرو اور نجم کو فون لگاؤ۔''

''ہیں، کیوں؟'' وہ حیران، حیران نظروں سے عنبرین کو تکنے لگی۔

''ڈیئر وہ کافی دیر پہلے جا چکا ہے اور اب تک اپنے ٹھکانے پر پہنچ چکا ہوگا۔ ابا سے تفصیل تھوڑی پوچھ سکتے ہیں۔ نجم ہی بتا سکتا ہے کہ کیا باتیں ہوئیں۔'' اس نے فون مہرو کی طرف بڑھایا۔ ریسیور اٹھاتے ہوئے مہرو نے ان تینوں کو دیکھا جو بغور اسے دیکھے جا رہی تھیں۔ اب ایسی پچویشن میں نجم سے کیا بات کرتی۔ نمبر ملا کر اس کی آواز سنی اور ریسیور عنبرین کو تھما دیا۔ وہ بڑی دیر سے مسلسل ہوں ہوں ہی کیے جا رہی تھی۔

''واؤ......'' خوشی کا نعرہ بلند کرتے ہوئے اس نے فون بند کیا اور بے اختیار مہرو کو چوم لیا۔ ''ابا نے تاریخ رکھنے کے لیے ان لوگوں کو بلایا ہے۔''

''کیا......؟'' کومل بھی زوردار انداز میں چیخی۔

مہرو نے شرما کر چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپا لیا پھر اس نے نجم اور ابا کے درمیان ہونے والی گفتگو کی ساری تفصیل بھی گوش گزار کر دی۔

''واہ مہرو...... تمہارا ہیرو تو کافی اسمارٹ ہے، کیا سیدھا حل نکالا ہے۔ نکاح والے مسئلے کا۔'' کومل نے شرارت سے آنکھیں نچائیں تو اس نے شرما کر سر جھکا لیا۔

''نجم کے والد سرفراز صاحب اور نعیم بھائی اگلے ہی دن آ گئے اور شادی کے لیے ایک مہینے بعد کی تاریخ مقرر ہوگئی۔

''تم تو مستقل طور پر بوتیک میں شفٹ ہو جاؤ کیونکہ کپڑوں کی ساری ذمے داری اب تمہارے اوپر ہے۔'' عنبرین نے کہا۔

''لو...... اس کو کام بتا رہی ہو جس بے چاری کی شادی ہے۔ تم دونکمیاں کیا کروں گی؟'' امی نے عنبرین کے لتے لیے۔

''میں تو بھئی آج اپنے گھر جا رہی ہوں۔ نعمان شام کو لینے آ رہے ہیں۔'' عنبرین نے یاسر کو گود سے اتارا۔

''ارے تم گھر چلی جاؤ گی تو شادی کی تیاری میرے ساتھ کون کروائے گا۔'' انہیں ابھی سے ہول اٹھنے لگے۔

''تیاری بھی ہو جائے گی پہلے سب کو بتا تو دیں، میں نے بھی نعمان کو صرف فون پر بتایا تھا۔ ابھی سسرال جا کر باقاعدہ طور پر سب کو انفارم کرلوں پھر آتی ہوں آٹھ، دس روز میں۔''

''ہاں لیکن آٹھ دس روز بعد آؤ گی تو پھر جانے نہیں دوں گی۔ نعمان آئے تو اس سے بھی کہتی ہوں۔''

''اچھا ٹھیک ہے۔''

مہرو تو سچ مچ ہی اس قدر مصروف ہوگئی کہ نجم سے بات تک کرنے کا وقت نہیں تھا۔ اوپر سے عدیلہ اور مرسلین نے کہہ دیا کہ وہ جہیز کے ساتھ ساتھ بری کے

کپڑے بھی اپنی پسند سے خود ہی تیار کر لے۔ تنگ آ کر نجم نے خود ہی اس کے بوتیک میں فون کر لیا۔

''جانتی ہو کتنے دن رہتے ہیں شادی میں؟''

''آں..... کوئی پچیس دن۔'' مہرو نے مسکراہٹ دبائی۔

''کوئی پچیس نہیں..... کہو پورے پچیس۔'' نجم نے پورے پر زور دیا تو وہ ہنس پڑی۔

''اچھا بھئی، پورے پچیس.....بس!''

''لیکن صرف کہہ دینے سے میرا کیا بنے گا۔''

''اچھا ٹھیک ہے اب روز بات کروں گی۔''

''بڑی مہربانی لیکن فی الحال تو اچھی سی چائے تیار رکھو کیونکہ پندرہ بیس منٹ میں خود وہاں آ رہا ہوں۔''

''ہیں..... کیوں؟'' وہ حیرت سے اچھلی۔

''تمہیں دیکھنے اور کس لیے؟'' نجم نے چھیڑا۔

''مذاق مت کریں، کیوں خوامخواہ تنگ کر رہے ہیں۔''

''سچ کہہ رہا ہوں ڈیئر، مرلین نے ایک بڑا سا شاپر تھمایا ہے تمہیں دینے کے لیے غالباً کچھ کپڑے وغیرہ ہیں۔''

''ہاں، اس نے فون پر بتایا تھا لیکن آپ کو آنے کی کیا ضرورت ہے کسی کے ہاتھ بھجوا دیں۔''

''جان چھڑوانے کی ترکیبیں مت بتاؤ، مجھے انکل نے بلایا تھا کل وہ ہمارے گھر آئے تھے اور جناب بہت پیار سے ملے تھے۔'' نجم نے بتایا۔

''اچھا؟'' مہرو کو دلی خوشی محسوس ہوئی ''لیکن اس وقت وہ تو کیا کوئی بھی نہیں ہے گھر میں۔''

''کوئی نہیں ہے..... کیوں؟''

''ظاہر ہے ابا تو چینک گئے ہیں۔ کومل یونیورسٹی گئی ہے اور امی ممانی کے گھر گئی ہیں۔ ویسے تو میرا بوتیک آج کے دن بند ہوتا ہے لیکن گھر میں کوئی تھا نہیں اور یہاں بھی آج کل کام زیادہ ہے تو اس لیے ادھر آ گئی۔''

''ارے واہ، کیا ماحول ہے..... اب تو آنا ہی پڑے گا۔''

''پھر تنگ کرنے لگے؟ میں فون بند کر دوں گی۔''

مہرو خفا ہو گئی۔

''ڈیئر تنگ کون کر رہا ہے..... میں سو فیصد سیریس ہوں!''

''لیکن میں نہیں ہوں اور اب دن ہی کتنے رہ گئے ہیں۔ تھوڑا سا صبر اور کر لیں۔'' مہرو نے کہا۔

''ایک بات کہوں مہرو...'' نجم کا لہجہ ایک دم سنجیدہ ہو گیا۔

''ہوں..... کہیں۔'' مہرو اس کے انداز پر چونک سی گئی۔

''یہ تو تم مانتی ہو کہ آج تک تم نے میرا کوئی کہا نہیں مانا۔''

''ہاں.....'' وہ پھیکا سا ہنس دی۔

''لیکن آج اگر تم نے میری بات نہ مانی تو جانتی ہو میری ایک ساڑھے تین سال پرانی خواہش ہمیشہ کے لیے مر جائے گی۔''

''وہ کیا؟ اور کیسے..... میں بالکل نہیں سمجھی۔''

''یہ خواہش شادی سے پہلے ہی پوری ہو سکتی

امریکی ادارہ صحت FDA سے، منظور شدہ

دواؤں سے ہمیشہ کیلئے نجات

نسوانی حسن کی نشو نما منٹوں جدید ویکیوم انسٹرومنٹ سے فوری حاصل کریں لائف ٹائم خوبصورت نظر آئیں پہلے ہی دن نمایاں فرق۔ لیڈی فزیوتھراپسٹ کی زیر نگرانی (100% رزلٹ)

پہلے آزمائیں پھر خریدیں

خوشگوار بھرپور ازدواجی زندگی جدید ویکیوم انسٹرومنٹ سے فوری حاصل کریں

(100% رزلٹ) اتوار اوپن

021-4016259-4268656

0322-2138018-0300-2129247

www geocities. Com/uniqueinternationalpk

digest library.com

ہے...... اس لیے اگر آج نہ ہوئی تو ظاہر ہے پھر ہماری شادی ہو جائے گی۔"

"لیکن بتائیں تو سہی۔"

"ہمارا نکاح ہوئے ساڑھے تین برس ہو چکے ہیں اور اس دوران تم نے ملنا تو دور رہا اپنی صورت تک نہیں دکھائی حالانکہ میں نے شروع دن سے جانے کیسی کیسی خوبصورت باتیں سوچنا شروع کر دی تھیں۔ تم نے واقعی ٹھیک کہا تھا کہ یہ احساس بہت خوبصورت ہوگا کہ ہم ایک دوسرے کے کچھ لگتے ہیں بلکہ سب کچھ...... اب اتنے طویل عرصے میں کم از کم ایک ملاقات تو ہمارا حق بنتی ہے...... اگر نہ ہو سکی تو شاید زندگی بھر مجھے اس کا افسوس رہے گا۔" نجم کے لہجے میں ابھی بھی بہت جھجک تھی جیسے بہت مجبور ہو کر اس نے اپنا خیال ظاہر کیا ہو۔

مہرو ریسیور ہاتھ میں تھامے کسی سوچ میں گم ہو گئی۔ "اگر کوئی شخص ہمیشہ ہر کڑی آزمائش پر کھرا اترتا آیا ہو تو ضروری نہیں کہ وہ خود خواہش پروف ہوتا ہے۔ اگر اس کی یہ خواہش پوری نہ ہوئی تو ایک ایسی حسرت بن جائے گی جس کے لیے کاش کا لفظ استعمال کرنا پڑے گا لیکن......" وہ سوچتے سوچتے رکی "کیا آج اور ابھی......؟"

"کیا سوچ رہی ہو مہرو......؟ اگر تمہارے لیے اس میں مشکلات ہیں تو یقین کرو یہ بات آج ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گی۔"

"نہیں، یہ بات نہیں ہے۔" مہرو نے وال کلاک پر نظر ڈالی۔ ابھی نو بجے تھے اگلے دو گھنٹوں تک کسی کے آنے کا امکان نہیں تھا۔

"اچھا...... ٹھیک ہے لیکن اگر دروازے پر ہی آپ کی کسی سے ملاقات ہو گئی تو میں ہرگز آپ کا ساتھ نہیں دوں گی۔"

"او کے، میری طرف سے اجازت ہے کہ صاف مکر جانا۔" نجم نے ہنستے ہوئے کہا اور اجازت لے لی۔

اور اب وہ سچ مچ اس کے سامنے موجود تھا۔

"یقین نہیں آ رہا کہ میری برسوں پرانی خواہش ایسے اچانک بنا پروگرام کے پوری ہو گئی ہے۔ تھینک یو سوچ مہرو۔ آج مجھے بلا کر اور میری بات مان کر تم [...] بہت مان بخشا ہے۔"

"جتنا کم وقت میں نے سوچنے میں لیا [...] بلانے کے لیے...... خود مجھے بھی یقین نہیں آ [...] ٹرین میں اس دن جس انداز کا سامنا ہوا [...] ایسی ملاقات کی ہرگز توقع نہیں تھی۔" [...] میں اندر لے آئی۔

"لیکن آج کی ملاقات اور حالات [...] سے آنے والی اس ساری تبدیلی کا پورا کریڈٹ [...] والی ملاقات کو ہی جاتا ہے۔"

"ہماری زندگی میں ذاتی کوششوں سے [...] دخل اتفاقات کو رہا ہے بلکہ ذاتی کوشش اگر کبھی ہوئی ہے تو صرف میری طرف سے۔" مہرو نے بھویں [...] کہا۔

"اور آج کے بارے میں کیا خیال ہے......؟" نجم نے اس کی گہری جھیل سی آنکھوں میں جھانکتا [...] ہنس پڑی۔

"آج ففٹی ففٹی...... کیونکہ اگر میں انکار کر دیتی تو......؟"

"تو......" وہ سوچنے کے لیے رکا۔ "تو میں آ جاتا [...] کپڑے تو دینے ہی تھے۔ کیا پتا تم ترس کھا کر بلا لیتیں۔"

"اوہ...... اب تو مجھے وہ گانا یاد آ رہا ہے۔"

"اِک ملاقات ضروری ہے صنم۔" وہ گنگنانے لگی اور نجم ہنس پڑا۔

"یوں نہیں...... شروع سے گاؤ...

زندہ رہنے کے لیے تیری قسم
اِک ملاقات ضروری ہے صنم"

"کیا یہ ملاقات واقعی بہت ضروری تھی نجم......؟" اب کہ مہرو نے سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھا۔

"نہیں...... اگر نہیں مل سکتے تو میں اپنی خواہش ہمیشہ کے لیے بھول جاتا لیکن اب تم واقعی سامنے موجود ہو تو شکر ادا کر رہا ہوں کہ اپنی خواہش کا اظہار کر دیا تھا۔" نجم نے کہتے ہوئے اس کے سراپا پر نگاہ ڈالی۔ "تم [...]

یہی رنگ بہت سوٹ کر رہا ہے۔ آج تم بہت ہی پیاری لگ رہی ہو۔"

"اچھا..... شکریہ۔" وہ شرما گئی۔ "میں بھی ویسے ہی کہنا چاہ رہی تھی۔ آج میں نے پہلی بار آپ کو شلوار قمیص میں دیکھا ہے۔ آپ اچھے لگ رہے ہیں۔"

"تھینکس..... ویسے میں شلوار قمیص کم ہی پہنتا ہوں لیکن تمہیں پسند ہے تو آئندہ زیادہ تر یہی پہنوں گا۔" نجم نے پہلی بار بوتیک پر تفصیلی نگاہ ڈالی۔

"ماننا پڑے گا، بیوی میری ہے بہت ٹیلنٹڈ..... واقعی مہرو تم نے بوتیک پر بہت محنت کی ہے۔" نجم نے سراہا۔

"اس میں کچھ دخل آپ کی جدائی کا بھی ہے۔ میں اپنا دھیان بٹانے کے لیے سارا وقت ادھر لگا دیتی تھی۔ شاید اسی کا اثر ہے۔"

"مہرو..... تم نے میرے خط کا جواب کیوں نہیں دیا تھا؟" جدائی کے ذکر سے نجم کو اچانک خیال آیا تو اس کی طرف مڑا۔

"آپ کی نئی نئی شادی ہوئی تھی میں نے سوچا آپ کے اور آسیہ کے درمیان آنا فی الحال ٹھیک نہیں، میں چاہتی تھی آپ کی پوری توجہ اس طرف رہے۔"

"اچھا اور "فی الحال" سے مراد کتنے سال تھے۔" نجم نے چوٹ کی تو وہ ہنس پڑی۔

"نہیں..... میرا ارادہ تو صرف چند ماہ تک دور رہنا تھا لیکن جب آپ نے میری غیر موجودگی کا کوئی نوٹس نہیں لیا تو میں اس سوچ میں پڑ گئی کہ شاید اب آپ کی زندگی میں میرے لیے گنجائش نہیں نکلتی..... ویسے آپ نے رابطہ کیوں نہیں کیا؟"

"میں نے تمہارے خط کا انتظار بھی کیا اور رابطہ کرنے کا ارادہ بھی تھا لیکن جب آسیہ کے ساتھ اختلافات پیدا ہونے شروع ہوئے تو میں نے شکر ادا کیا کہ تم سے رابطہ نہیں ہے، میں نہیں چاہتا تھا کہ تمہیں کوئی ایسی بات لکھ بیٹھوں جو تمہارے لیے پریشانی کا باعث ہو۔ خود تو تکلیف میں تھا ہی تمہیں بھی خواہ مخواہ مصیبت میں مبتلا کر دیتا۔"

"لگتا ہے ہم اپنی پوری زندگی ان قربانیوں کے چکر میں گزارنے والے تھے....." مہرو نے شرارت سے کہا۔

"ہاں..... تبھی تو اللہ پاک نے ترس کھایا، ہمارے حال پر اور جانتی ہو مہرو کل انکل نے باجی سے کہا کہ جو ٹھہراؤ اور میچورٹی نجم کی طبیعت میں ہے۔ اس کا آج کل کے لڑکوں میں بہت فقدان ہے۔"

"اچھا۔" مہرو نے خوشگوار حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ "لیکن شاید میرے بارے میں وہ ایسا نہیں سوچتے ہوں گے۔" اس کا چہرہ ایک دم اداس ہو گیا۔ "مجھے نہیں لگتا کبھی میں اُن سے نظریں ملا پاؤں گی۔"

"ایسی باتیں سوچ کر خود کو پریشان مت کرو، دیکھنا شادی کے بعد سب ٹھیک ہو جائے گا۔ انہیں یہ بات کبھی یاد ہی نہیں آئے گی۔ تب وہ ہم دونوں کو خوش دیکھ کر خوش ہوں گے۔ تمہاری طرف سے کوئی ناراضی ان کے دل میں ہے بھی سہی تو خود بخود مٹ جائے گی، اچھا ادھر آؤ۔" نجم نے اس کا دھیان دوسری طرف لگایا اور اسے شانوں سے پکڑ کر قد آدم آئینے کے سامنے لے آیا۔

"دیکھو تو ہمارا کپل کیسا لگتا ہے؟" اس نے آہستہ سے مہرو کے کان میں کہا تو مارے شرم کے اس کی نگاہ ہی نہیں اٹھ سکی۔

"ہوں۔"

"بنا دیکھے ہی "ہوں" کہہ دیا۔ ڈرو مت، ہمارا کپل واقعی بہت جچ رہا ہے۔" وہ شرارت سے ہنسا تو مہرو نے بہت جھجک کر ایک نظر دیکھا۔ نجم کی قربت بہت شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے دور جانے کی کوشش کی لیکن نجم نے اس کا رخ اپنی طرف موڑ کر اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔ اب وہ سیدھا اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ مہرو کو گھبراہٹ ہونے لگی۔

"اب آپ کو جانا چاہیے۔"

"بھگانے کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔" نجم نے مسکراتے ہوئے دیوار سے ٹیک لگائی اور دونوں ہاتھ

digest library.com

سینے پر باندھے۔

"جی......" اس نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے نجم کی طرف دیکھا لیکن وہ ان سنی کر کے دروازے کی طرف بڑھا اور چٹخنی چڑھا دی۔

"یہ...... یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟" مہرو کی گھبراہٹ دیکھنے کے لائق تھی۔

"دروازہ بند کر رہا ہوں تاکہ تم مجھے دھکے دے کر نہ نکال سکو۔" وہ مسکراتے ہوئے مڑا لیکن مہرو پر اس کے شوخ موڈ کا مطلق اثر نہ ہوا۔ اس نے آگے بڑھ کر فوراً چٹخنی گرادی۔

"آپ پلیز جائیں یہاں سے۔ وہ دوسری سمت دیکھ کر اسی سختی سے بولی تو نجم نے ایک گہرا سانس لیا۔

"اتنا پریشان کیوں ہو رہی ہو مہرو۔ میں تو صرف تمہیں تنگ کر رہا تھا۔" لیکن جواباً مہرو نے کچھ نہیں کہا اور اسی طرح پیٹھ کیے کھڑی رہی۔

"تمہاری پریشانی کی وجہ جان سکتا ہوں؟" نجم کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"بس آپ جائیں یہاں سے۔" اس نے بمشکل کہا لیکن نجم مزید دو قدم چل کر اس کے قریب آیا۔

"اول تو میں دروازہ بند کرنے کا پورا حق رکھتا ہوں اور کس رشتے سے، یہ تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں لیکن اگر تم میری نیت پر شک کر رہی ہو تو تمہاری قسم...... نہ تو ایسی کوئی بات میں نے سوچی اور نہ ارادہ تھا۔ تم نے مجھے سمجھنے میں بہت بڑی غلطی کی ہے۔" نجم نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے باقاعدہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی، یہی نہیں بلکہ بات مکمل کر کے باہر کی طرف قدم بڑھا دیے۔ مہرو کا تو مارے شرمندگی کے برا حال تھا۔ اوپر سے وہ ناراض ہو کر جا رہا تھا۔

"پلیز نجم......" اس نے بے اختیار آگے بڑھ کر نجم کا بازو تھام لیا۔ "پلیز ناراض ہو کر مت جائیں۔" وہ رک تو گیا لیکن مڑا نہیں۔

"آئی ایم سوری نجم، مجھے واقعی ایسا نہیں سوچنا چاہیے تھا۔ مجھے معاف کر دیں۔"

"مہرو! ہمارے رشتے میں جتنی اہمیت محبت کی ہے، اتنی ہی اہمیت اعتبار کی بھی ہونی چاہیے اور تم نے اس وقت مجھ پر بھروسا ظاہر کیا تھا جب ہمارے درمیان یہ رشتہ بھی قائم نہیں ہوا تھا اور آج تعلق ہونے کے باوجود اتنی بے اعتباری...... اگر تم اس تعلق کی وجہ سے غیر محفوظ محسوس کر رہی تھیں تو ڈیئر، میں آج بھی وہی ہوں جس سے تم نے پیار بعد میں کیا اور بھروسے کے قابل پہلے سمجھا۔ انسان مہذب اپنی سوچ سے بنتا ہے، کیا میں نہیں جانتا کہ ہر چیز اپنی جگہ پر اور ہر کام اپنے وقت پر ہی اچھا لگتا ہے۔ خوبصورت احساسات کو خوبصورت وقت کے لیے سنبھال کر رکھنا جانتا ہوں...... لیکن......"

"پلیز نجم......" مہرو نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ "میں اپنی سوچ پر اتنی نادم ہوں کہ اپنے آپ سے نفرت محسوس ہو رہی ہے۔ آپ جو چاہیں سزا دیں لیکن یوں ناراض ہو کر مت جائیں۔" اسے بے اختیار رونا آ گیا تو چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔

"سوچ لو، سزا کڑی بھی ہو سکتی ہے۔" وہ مسکرایا تو مہرو نے بھیگی پلکیں اٹھا کر حیرت اور خوشی کی ملی جلی کیفیت سے اس کی طرف دیکھا۔

"منظور ہے۔" وہ کہتے ہوئے بے اختیار اس کے سینے سے لگ گئی۔ نجم نے بے یقینی سے پہلے اسے دیکھا پھر اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لے لیا۔

"ایک بار پھر سوچ لو۔" اس نے مہرو کے کان میں سرگوشی کی۔

"سوچ لیا......" مہرو نے اپنا چہرہ اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا تو نجم کا چہرہ کسی پھول کی طرح کھل گیا۔

"یہ گھڑی لایا تھا تمہارے لیے......" وہ اس کی کلائی پر باندھتے ہوئے بولا۔

"ابھی سے کیوں دے رہے ہیں؟"

"تاکہ وقت تمہاری مٹھی میں رہے...... جب آؤ، کوئی لمحہ ضائع نہ ہو۔" نجم کے گمبھیر لہجے میں کہی بات سن کر وہ بے اختیار ہنسنے لگی۔

☆☆